عقیدہ انتظارِ مسیح و مہدی

از

امام انقلاب حضرت مولانا عبیداللہ سندھی

ناشر

الرحمٰن پبلشنگ ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

مکان نمبر ون۔اے ۳/۴، ناظم آباد نمبر ۱، کراچی ۷۴۶۰۰

فون: 6601449

فہرست کتب

الرحمٰن پبلشنگ ٹرسٹ (رجسٹرڈ) کی مطبوعات

مکان نمبر ۳/۴ ون۔اے، ناظم آباد نمبر ۱، کراچی ۷۴۶۰۰، فون نمبر: ۶۶۰۱۴۴۹

علامہ حبیب الرحمٰن کاندھلوی کی تالیفات

۱	مذہبی داستانیں اور ان کی حقیقت (چہار جلد) کامل جلد	۸۵/	روپے
۲	شب برات۔ ایک تحقیقی جائزہ	۱۰/	〃
۳	شب برات کیا ہے؟	۱۵/	〃
۴	صحابہ کرام قرآن کی نظر میں	۷۵/	〃
۵	کیا [illegible] ایک ہے؟	۷۵/	〃
۶	عقیدہ ایصال ثواب قرآن کی نظر میں	۵۰/	〃
۷	واقعہ قتل الامام	۲۰/	〃
۸	تحقیق عمر عائشہ	۱۵/	〃
۹	عقیدہ ظہور مہدی	۱۵/	〃
۱۰	کیا متعہ حلال ہے؟	۶/	〃
۱۱	سوانح حسن بصری	۶/	〃
۱۲	اسلام میں غلامی اور ... پر ایک تحقیقی نظر	۶/	〃
۱۳	ادبیات تحقیق	۱۵/	〃
۱۴	Age of Avesha	۵۰/	〃
۱۵	Religious Tales Fact and fiction	۲۵۰/	

علامہ تمنا عمادی مجیبی پھلواری کی تالیفات

۱	اعجاز القرآن اور اختلاف روایات (حصہ اول)	۱۵۵/	روپے
۲	اختلاف قراءت اور قرآن (حصہ دوم)	۱۰۰/	〃
۳	شق صدر کی حقیقت	۲۰/	〃
۴	سند احمد کی حقیقت	۲۰/	〃
۵	امام زہری و امام طبری تصویر کا دوسرا رخ	۸۵/	〃
۶	انتظار مہدی و مسیح فن رجال کی روشنی میں	۸۵/	〃
۷	جمع القرآن	۸۰/	〃
۸	مسائل ایصال ثواب کی دوسری کڑی	۳۰/	〃
۹	کیا اختلاف امت رحمت ہے؟	۱۵/	〃
۱۰	قصیدہ ... حصہ اول	۲۵/	〃
۱۱	قصیدہ ... حصہ دوم	۵۰/	〃
۱۲	وصیت وراثت اور اولاد	۵۰/	〃
۱۳	تکمیل الدین	۱۵/	〃
۱۴	اخلاق کریمانہ	۵/	〃
۱۵	... قرآنی ثبوت	۲۵/	〃
۱۶	اخلاق ...	۶۰/	〃

ٹرسٹ کی دیگر مطبوعات

۱	نفسانی خواہش کا قانون	شہلا غازی (... ربانی)	۱۸۰/	روپے
۲	شیخ حقیقت	ناصر ...	۸۵/	〃

۳	روایات	مقبول احمد ...	۱۵/	روپے
۴	تصوف ...	ڈاکٹر ...	۱۵/	〃
۵	اسلام اور تصوف	...	۱۲/	〃
۶	تحقیق اہل بیت	مفتی محمد ...	۲۰/	〃
۷	تقلید	مولوی محمد (...)	۹/	〃
۸	رسم معجزہ (قرآن کی روشنی میں)	ڈاکٹر محمد ...	۵/	〃
۹	معجزات نبوی	...	۱۵/	〃
۱۰	عذاب قبر	محمد ...	۲۰/	〃
۱۱	عذاب قبر	السید انور شاہ ...	۲/	〃
۱۲	عذاب قبر	...	۳۵/	〃
۱۳	عقیدہ نزول مسیح و مہدی	مولانا عبیداللہ سندھی	۲۰/	〃
۱۴	قاتلان حسین کی خانہ تلاشی	مولانا عبدالشکور فاروقی	۳۰/	〃
۱۵	لا الٰہ الا اللہ	احمد رضا خان ...	۵/	〃
۱۶	محمد رسول اللہ	〃	۲۵/	〃

اس کے علاوہ مندرجہ ذیل مصنفین کی تصنیفات دستیاب ہو سکتی ہیں۔

۱	خلافت معاویہ و یزید	محمود احمد عباسی	۱۰۰/	روپے
۲	تحقیق مزید	〃	۱۵۰/	〃
۳	بادشاہ بیگم اودھ	〃	۲۰/	〃
۴	دو سالہ محرم ...	〃	۱۲/	〃
۵	...	〃	۳۰/	〃
۶	تحقیق خلافت و ملوکیت	〃	۱۹۰/	〃
۷	تحقیق سید و سادات	〃	۱۲۰/	〃
۸	عقل حسین	علی احمد عباسی	۱۲۵/	〃
۹	حیات سیدنا یزید	محمد حکیم الدین صدیقی	۹۰/	〃
۱۰	واقعہ کربلا اور سیدنا یزید	〃	۵۵/	〃
۱۱	... حصہ اول	〃	۵/	〃
۱۲	... حصہ دوم	〃	۱۲/	〃
۱۳	حقیقت ...	〃	۲۵/	〃
۱۴	دینیات	مفتی محمد اسحاق ...	۱۵۰/	〃
۱۵	... حقیقت (فی جلد ۱۰۰ روپے)	〃 مکمل سیٹ	۴۰۰/	〃
۱۶	سیرت ...	محمد ... قریشی	۲۵۰/	〃
۱۷	محمود و ظاہر ...	مولانا عبدالشکور لکھنوی	۲۵۰/	〃
۱۸	...	پروفیسر ڈاکٹر ...	۱۵/	〃

عقیدہ

انتظارِ مسیح و مہدی

از

امامِ انقلاب حضرت مولانا عبیداللہ سندھی

ناشر

الرحمٰن پبلشنگ ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

مکان نمبر ون - اے، ناظم آباد نمبر ۱، کراچی ۷۴۶۰۰

فون : ۶۲۱۳۴۹ ۳/۷ ـ ۶۲۷۸۴۰

مُحتاجِ دُعاء

میری والدہ ماجدہ ذکیہ اقبال (مرحومہ) زوجہ شیخ علاءالدین

اور

میرے بھائی سہیل اکبر شیخ مرحوم و مغفور

کی اللہ ربّ العالمین مغفرت فرمائے اور اپنے جوارِ رحمت میں اعلیٰ و ارفع مقام عطا فرمائے ۔ آمین ثم آمین ۔

احسن عباس

نام کتاب ——— عقیدہ انتظارِ مسیح و مہدی

اشاعت اول ——— اگست ۱۹۹۸ء

صفحات ——— ۴۰

طابع ——— روحانی ڈائجسٹ پریس ناظم آباد، کراچی

قیمت ——— بیس روپے ۲۰/-

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از: مفتی محمد طاہر

تقدیم

ندوۃ العلماء لکھنؤ کے سرپرست اور عالمی شہرت یافتہ مولانا ابوالحسن علی ندوی نزھتہ الخواطر کی آٹھویں جلد (مطبوعہ اصح المطابع آرام باغ کراچی) میں لکھتے ہیں کہ مولانا عبید اللہ سندھی ان غیر معمولی لوگوں میں سے ہیں جو کبھی کبھی پیدا ہوتے ہیں' وہ بہت مضبوط ارادے کے مالک اور نہایت بلند خیال تھے' خطروں کی کوئی پرواہ نہیں کرتے تھے' کردار کے اعتبار سے بہت بلند اور ذہانت کے اعتبار سے بے مثل تھے' علوم سے بہت قوی نسبت رکھتے تھے' ان کے طریقے پر بہت سے علماء نے فائدہ اٹھایا جن میں مولانا احمد علی لاہوری بہت مشہور ہیں۔ (صہ ۳۰۸' ج ۸)

جماعت اسلامی کے بانی مولانا ابوالاعلیٰ مودودی اپنے تاثرات کا اظہار اس طرح کرتے ہیں کہ :

مولانا عبید اللہ سندھی جیسا صاحب فراست آدمی' میں نے کم ہی دیکھا ہے' ان کے علم و فضل میں کوئی شبہ نہیں' ایسے وسیع النظر عالم اب کہاں؟ مولانا سندھی مرحوم جن کی وفات زمانہ حال کا ایک قومی سانحہ ہے' ان لوگوں میں سے تھے جو اپنے مقصد اور تخیل کے پیچھے اپنا پورا سرمایہ زندگی لگا دیتے ہیں' اسی وجہ سے وہ لوگ بھی ان کے احترام پر مجبور ہیں جو ان کے خیالات سے اتفاق نہیں رکھتے۔

برصغیر پاک و ہند کے مشہور عالم دین اور ایرانی انقلاب نامی معرکتہ الاراء کتاب کے مصنف جناب مولانا محمد منظور نعمانی نے جب اپنے ماہنامہ الفرقان کا شاہ ولی اللہ نمبر شائع کیا تو مولانا سندھی سے بھی لکھنے کی فرمائش کی' اس پر مولانا سندھی نے "امام ولی اللہ دہلوی کی حکمت کا اجمالی تعارف" مقالہ املا کرایا جو اب کتابی صورت میں بھی شائع ہو چکا ہے۔ اسکی ابتداء میں مولانا نعمانی لکھتے ہیں :

"ولی اللّٰہی علوم و معارف کے لئے بجا طور پر اس مقالہ کو بنیادی لٹریچر قرار دیا جا سکتا ہے' نیز اس کے مطالعہ کے بعد ہی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ولی اللّٰہی حکمت پر مولانا سندھی کی نظر کس قدر گہری ہے' اور شاہ صاحب کے علوم و معاف کا انہوں نے کس قدر عمیق مطالعہ کیا ہے۔ عہد حاضر کے جلیل القدر اور وسیع النظر عالم علامہ سید سلیمان ندوی نے اپنے ایک نجی گرامی نامہ میں مولانا سندھی کے اس مقالہ کے متعلق راقم سطور کو تحریر فرمایا تھا کہ مولانا سندھی کے مضمون کو میں نے بغور پڑھا' اور اس یقین کے ساتھ ختم کیا کہ بے شبہ مولانا کی نظر حضرت شاہ صاحب کے فلسفہ اور نظریات پر نہایت وسیع اور عمیق ہے۔"

حضرت مولانا سندھی نے اپنے ادارے نظارۃ المعارف القرآنیہ فتح پوری دہلی میں مولانا احمد علی لاہوری اور ان کے رفقاء خواجہ عبدالحی وغیرہ کو جس انداز میں درس قرآن دیا تھا' اسے مولانا لاہوری نے حواشی کی شکل میں شائع کر دیا ہے اور اس کے شروع میں مختلف اہل علم کے جو تاثرات درج کئے ہیں ان کی چند جھلکیاں ملاحظہ ہوں :

علامہ سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں : قرآن پاک کے علوم میں سب سے زیادہ دقیق اور نازک علم آیات اور سور کے باہم ربط و تعلق کا ہے۔ امام رازی اور بقاعی نے اس پر بہت کچھ محنت کی ہے اور دوسرے علماء نے بھی اس میں کافی غور و خوض کیا' ہمارے زمانہ میں مولانا حمید الدین صاحب فراہی اور مولانا عبید اللہ صاحب سندھی خاص ذکر کے قابل ہیں۔ دونوں مدت تک اتحاد مذاق کے باعث کراچی میں باہم ملتے رہتے تھے۔ مولانا عبید اللہ صاحب کے درس نے متعدد باکمال پیدا کئے جن میں سب سے پہلی جگہ مولانا احمد علی صاحب امیر انجمن خدام الدین لاہور کو حاصل ہے۔ موصوف نے اسی درس میں جو کچھ پایا' اس کو وقف عام فرمایا۔

ان حواشی کے مختصر لفظوں میں آیات کے وہ حقیقت پرور مطالب سامنے آجاتے ہیں' جن سے تفسیر کی بڑی بڑی کتابیں خالی ہیں۔ ان حواشی کی خاص خصوصیات یہ ہیں کہ ان میں مسلمانوں کی موجودہ بیماریوں کے علاج کی طرف خاص طور سے اشارے کئے گئے ہیں اور ان کے قوائے عمل کو بیدار کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔"

محدث عصر علامہ انور شاہ کشمیری اور مولانا سندھی دونوں حضرت شیخ الہند کے شاگرد تھے۔ کابل ہجرت کرنے سے قبل حضرت مولانا سندھی نے حضرت شیخ الہند کے حکم پر جمعیۃ الانصار کے نام سے دار العلوم دیوبند کے فضلا کو منظم کرنے کا کام شروع کیا تھا' دار العلوم دیوبند کی انتظامیہ کو جب اس وجہ سے انگریز کی مخالفت اور مداخلت کا خطرہ لاحق ہوا تو انہوں نے مولانا سندھی پر اعتقاد کے فساد کا الزام لگایا اور علامہ انور شاہ کشمیری کو مولانا سندھی سے بھڑا دیا' بعد میں علامہ کشمیری کو اس پر افسوس ہوا' حضرت مولانا حسین احمد مدنی اپنی سوانح حیات میں لکھتے ہیں :

"حضرت مولانا انور شاہ صاحب مرحوم نے مولانا سندھی کے نام مکہ معظمہ کے قیام کے زمانہ میں پیغام بھیجا تھا کہ قیام دیوبند کے زمانہ میں غلط فہمی کی وجہ سے میں آپ کے لئے تکلیف کا باعث بنا تھا' اب میرے دل میں آپ سے کوئی رنج نہیں' امید ہے کہ آپ بھی معاف فرمائیں گے" (حاشیہ نقش حیات جلد دوم صہ ۱۴۴)

علامہ کشمیری نے صرف معافی مانگی بلکہ مولانا سندھی کی فہم قرآن کی عظمت کا واضح طور پر اعتراف کیا۔ کیوں کہ مولانا احمد علی لاہوری نے جب مولانا سندھی کے درس قرآن کو حاشیہ کی صورت میں شائع کیا اور علامہ انور شاہ کشمیری سے اس پر تاثرات لئے تو علامہ نے لکھا :

"یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ ماضی و مستقبل میں اس کی نظیر ناممکن ہے مگر یہ کہنا بے جا نہیں کہ حق تعالیٰ نے ایک بہت بڑی خدمت جناب ممدوح سے لی اور اب ان شاء اللہ العزیز عوام و خواص دونوں طبقے اس تفسیر سے اپنی تشفی کر سکیں گے"

شیخ الہند کے ارشاد کے مطابق مولانا عبید اللہ سندھی نے فضلائے دیوبند پر مبنی جو جمعیۃ الانصار قائم کی تھی اس کے میرٹھ کے اجلاس ثانی میں حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نے ایک مقالہ دعاۃ الامہ وھداۃ الملہ (امت کے داعی اور ملت کے ہادی) لکھ کر ۱۷/ ربیع الثانی ۱۳۳۰ھ میں پڑھ کر سنایا۔ یہ مقالہ ۲۴ صفحات پر مشتمل ہے اور اسی زمانہ میں دار العلوم دیوبند

کے ماہنامہ القاسم میں شائع ہوا تھا۔ اس مقالہ کے آخر میں مولانا تھانوی نے مولانا سندھی کے بارے میں لکھا ہے :

"اب میں اس مضمون کو ختم کرتا ہوں اور اس مختصر مضمون میں صرف اجمالی خاکہ ضرورت و حالت دار العلوم کا کھینچا گیا ہے۔ اس کے بعد میں مولانا عبید اللہ صاحب ناظم جمعیتہ الانصار سے درخواست کرتا ہوں کہ زبانی یا اپنی تحریرات سابقہ یا حال کے ذریعے سے جو کہ اس مضمون میں لکھی گئی ہوں' وہ ان ہی کی توجہ کی برکت ہے اور میں یہ بات براہ تکلف نہیں کہتا بلکہ یہ ایک واقعہ ہے جو مجھ پر گذرا ہے کہ جب مجھ سے مولوی صاحب موصوف نے اس بات میں کچھ لکھنے کو فرمایا تو واقعی میں خالی الذہن تھا۔ ایک صفحہ کے لائق بھی ذہن میں مضمون نہیں تھا' اور مولوی صاحب نے فرمائش کی بیس صفحہ کی۔ میں نے عذر بھی کیا مگر ان کے دوبارہ فرمانے سے قبول کرنا پڑا' لیکن متردد تھا کہ کیا لکھوں گا۔ حضرت شاہ ولی اللہ کی عبارت کہ وہ بھی مجھ کو مولوی صاحب ہی سے ملی تھی۔ میرے پاس کُل سرمایہ تھا۔ مگر جب لکھنے بیٹھا پانچ گھنٹہ میں یہ بیس صفحے لکھے گئے۔ میرا اعتقاد یہ ہے کہ اس فضل خداوندی کے ظاہری دو سبب ہوئے۔ ایک مدرسہ دیوبند کی مقبولیت' دوسرا مولوی صاحب کی توجہ کی برکت' اس کے چاہے یہ معنی نہ ہوں کہ مولوی صاحب' صاحب تصرف ہیں' لیکن یہ ضرور ہے کہ صاحب خلوص ہیں۔ خلوص کی ایسی تاثیرات متعدیہ کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

۲۰/ ربیع الاول ۱۳۳۰ھ مقام تھانہ بھون' خانقاہ امدادیہ"

اس سے ظاہر ہے کہ مولانا تھانوی کے قلب میں مولانا سندھی کے خلوص کے بارے میں گہرے نقوش ثبت تھے۔ مولانا سندھی اپنے اس بے پناہ خلوص اور دار العلوم دیوبند کی فلاح اور ملت اسلامیہ کی خیر خواہی اور بہتری کے بارے میں ہر وقت توجہ' انہماک اور بے پناہ قربانیوں اور ترقی پیہم' میں آخر وقت تک مگن رہے۔

جہاں تک حضرت مولانا عبید اللہ سندھی کی سیاسی قربانیوں کا تعلق ہے وہ بقول حضرت

مولانا حسین احمد مدنی ہمعصروں کے مقابلہ میں اس قدر زیادہ ہیں کہ ذرہ اور پہاڑ کا تناسب ہے۔

مشہور تحریک انقلاب یعنی ریشمی رومال کی تحریک میں جو برصغیر اور عالم اسلام کو انگریزوں کی غلامی سے آزاد کرنے کے لئے برپا کی گئی تھی مولانا عبید اللہ سندھی کا جو قائدانہ کردار تھا اس کے لئے مناسب ہے کہ خود انگریزوں کی مرتب کردہ رولٹ کمیٹی کی رپورٹ ملاحظہ کر لی جائے جس سے بقول مولانا حسین احمد مدنی "یہ معلوم ہو جائے گا کہ وہ دشمن (انگریز) جو اپنی سطوت و طاقت کے نشہ میں بدمست ہو کر کہتا تھا کہ میں سمندروں کا خدا ہوں۔ میری حدود مملکت میں کبھی آفتاب غروب نہیں ہوتا۔ مجھ پر اگر آسمان ٹوٹ پڑے گا تو میں سنگینوں پر اٹھا لوں گا۔ اس مغرور اور جابر طاقت نے اس تحریک سے کیا اثر لیا۔ اس کی نظر میں تحریک کی کیا حیثیت تھی۔ اسکی بنیادیں کتنی مضبوط تھیں اور کس طرح کامیابی کے کنارے پہنچ گئی تھی' اس کے نتائج کیا ہوئے اور اس تحریک نے دیس (ملک و قوم) کی کیا کیا خدمتیں سرانجام دیں اور اس کے کارکنوں نے کس طرح جان ہتھیلی پر رکھ کر کام کیا۔"

رولٹ کمیٹی رپورٹ پیرا نمبر ۱۶۴ میں درج ہے کہ اگست ۱۹۱۶ء میں ریشمی خطوط کے واقعات کا انکشاف ہوا اور حکومت کو اس سازش کا پتہ چلا۔ یہ ایک منصوبہ تھا جو اس خیال سے ہندوستان میں تجویز کیا گیا تھا کہ ایک طرف شمال مغربی سرحد پر گڑبڑ پیدا کرے اور دوسری طرف ہندوستانی مسلمانوں کی شورش سے اسے تقویت دے کر برطانوی اقتدار کو ختم کر دیا جائے۔

اس منصوبے کو مضبوط کرنے اور عمل میں لانے کے لئے مولوی عبید اللہ نامی ایک شخص نے اپنے تین ساتھیوں کے ساتھ اگست ۱۹۱۵ء میں شمال مغربی سرحد کو پار کیا۔ عبید اللہ پہلے سکھ تھا' بعد میں مسلمان ہوا اور دیوبند ضلع سہارنپور کے مذہبی مدرسہ میں تعلیم حاصل کی۔ وہاں اس نے اپنے باغیانہ اور برطانیہ کے خلاف خیالات کا زہر چند مدرسین اور طلبہ میں پھیلا دیا۔ جن لوگوں پر اس نے اپنا اثر ڈالا' ان میں سب سے بڑی شخصیت مولانا محمود حسن صاحب کی

تھی جو مدتوں تک درسگاہ دیوبند کے صدر مدرس رہے۔

عبید اللہ چاہتا تھا کہ دیوبند کے مشہور و معروف فارغ التحصیل مولویوں کے ذریعے ہندوستان میں برطانیہ کے خلاف ایک عالمگیر اسلامی (پان اسلامک) تحریک چلائے۔ (یہ تنظیم جمعیت الانصار کی طرف اشارہ ہے) مگر مہتمم صاحب اور ارباب شوریٰ نے اس کو اور اس کے چند وابستگان کو نکال کر اس تجویز کو درمیان ہی میں ختم کر دیا (یہ وہ حادثہ ہے جس کا ذکر ہم علامہ انور شاہ کشمیری کے حوالہ سے کر آئے ہیں) اگرچہ مولانا محمود حسن صاحب ہر حال میں دیوبند ہی میں رہے اور عبید اللہ سے ان کی ملاقاتیں ہوتی رہیں۔ مولانا کے مکان پر خفیہ مجالس قائم ہوتیں۔ اور کہا جاتا ہے کہ سرحد کے کچھ آدمی بھی ان میں شریک ہوا کرتے" الخ (رولٹ کمیٹی رپورٹ کی مزید تفصیلات مولانا محمد میاں کی تاریخ جمعیتہ علماء میں اور حضرت مولانا حسین احمد مدنی کی سوانح حیات (نقش حیات جلد دوم) میں دیکھی جا سکتی ہیں۔ اس انقلابی تحریک کے لئے مولانا سندھی کی ہجرت کابل کی تفصیلات جناب ظفر حسن ایبک ریٹائرڈ کیپٹن آرمی ترکی کی آپ بیتی مطبوعہ لاہور میں ملاحظہ کی جا سکتی ہیں۔

ان تفصیلات سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ مرحوم مولانا سندھی کی فہم و فراست' سیاسی بصیرت ذہانت و فطانت اور علمی عظمت کے متعلق مولانا ابوالحسن علی ندوی نے جو کچھ کہا ہے اس میں ذرا بھی مبالغہ نہیں ہے۔ اور برصغیر کی آزادی کے لئے قربانی دینے والوں اور مولانا سندھی کی قربانیوں کا جو تقابل مولانا حسین احمد مدنی نے کیا ہے وہ بھی بالکل صحیح ہے۔ مولانا تھانوی' علامہ سلیمان ندوی اور مولانا منظور نعمانی نے شاہ ولی اللہ کے علوم و معارف پر ان کے عبور کا جو اعتراف کیا ہے وہ بھی بالکل درست ہے اور علامہ انور شاہ کشمیری نے ان کے درس قرآن پر مبنی حواشی کے متعلق اگر اتنے بلند الفاظ کہے کہ "یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ ماضی و مستقبل میں اس کی نظیر ناممکن ہے مگر یہ کہنا بے جا نہیں کہ حق تعالیٰ نے ایک بہت بڑی خدمت جناب ممدوح سے لی" تو اس میں بھی کیا تعجب ہے؟ اسی طرح امیر امان اللہ خاں کے زمانہ میں افغانستان کی جنگ آزادی کے حوالہ سے انگریز سفیر سرھمفری ڈائس اگر افغانی وزیر

خارجہ محمود طرزی کے سامنے یہ کہنے پر مجبور ہوا کہ افغانستان کی آزادی کا یہ معاہدہ ہمارے باغی عبید اللہ کا کرشمہ ہے تو اس میں حیرت کی کیا بات ہے؟

بہرحال مولانا سندھی کی یہ غیر معمولی زندگی جو جمعیت الانصار کے قیام سے شروع ہوئی اور نظارۃ المعارف القرآنیہ دہلی کے دروس قرآن' تحریک ریشمی رومال' ہجرت کابل' قیام روس و ترکی' سے ہوتی ہوئی حرم محترم مکہ معظمہ کے سالہا سال کے قیام تک ممتد رہی اور برصغیر واپسی پر مکمل ہوئی' حیرت انگیز داستان حیات ہے جو نہ صرف ہر مسلم نوجوان کے لئے مشعل راہ ہے بلکہ خصوصاً" نوجوان علماء دین کو بطور مثال و رہنما اسے سامنے رکھنے کی ضرورت ہے تاکہ عالم اسلام جدید دور میں جس فکری رہنمائی کا محتاج و منتظر ہے' نوجوان علماء اس کے قابل بن سکیں۔

موجودہ مقالہ حضرت مولانا سندھی نے مکہ مکرمہ کے قیام میں املا کرایا تھا۔ یہ مقالہ اس سے پہلے سندھ کے ایک رسالہ میں بھی شائع ہو چکا ہے۔ مولانا سندھی نے اپنی عربی تفسیر الہام الرحمان میں (جسے مکہ مکرمہ میں ترکستانی عالم علامہ موسیٰ جار اللہ نے مرتب کیا تھا) انتظار مہدی و مسیح کے متعلق جو کچھ ارشاد فرمایا تھا' وہ مختصر تھا' موجودہ پیش نظر مقالہ میں اسی عنوان پر مولانا نے مفصل گفتگو کی ہے...... یہ ایک علمی بحث ہے اور خلاصہ اس کا وہی ہے جو ہم نے ایک قادیانی معترض کے جواب میں لکھا تھا کہ اگر کوئی مہدی و مسیح کے آنے کا قائل نہیں ہے جیسا کہ علامہ اقبال یا مولانا ابوالکلام آزاد وغیرہ تو اس بنا پر نہ وہ گمراہ کہلانے کے مستحق ہیں نہ کافر قرار دیے جانے کے مستحق۔ یہ چیز ان بنیادی عقائد میں سے نہیں ہے جو قرآن کریم کی نص صریح سے ثابت ہوں۔ یہ ان متواتر احادیث سے بھی ثابت نہیں جن کے متواتر ہونے پر کسی کو اختلاف نہ ہو' نہ یہ اجماع امت سے ثابت ہیں جیسا کہ ہم علامہ تمنا عمادی کی کتاب "انتظار مہدی و مسیح" کے مقدمہ میں تفصیل سے اور امام ابن حزم کی کتاب مراتب الاجماع کے حوالہ سے واضح کر چکے ہیں۔

مولانا سندھی کے اس مقالہ کے علاوہ حال ہی میں شیخ الحدیث مفتی محمد اسحاق صدیقی

ندوی سابق مہتمم و شیخ الحدیث دار العلوم ندوہ لکھنؤ اور سابق صدر شعبہ دعوت و ارشاد جامعہ بنوری ٹاؤن کی ایک کتاب "دینی نفسیات" کا تازہ ایڈیشن شائع ہوا ہے جس کے آخر میں تقریباً ایک سو صفحات پر نزول مسیح کے خلاف عالمانہ گفتگو کی گئی ہے اس عنوان سے دلچسپی رکھنے والے حضرات کے لئے اس کا مطالعہ بھی ضروری ہے۔

محمد طاہر

- صدر قرآنی مرکز
- مہتمم مدینتہ العلوم
- سرپرست جمعیتہ تدریس القرآن
- سرپرست بزم خاتم المعصومین صلی اللہ علیہ وسلم
- ناظم ادارۂ فکر اسلامی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عقیدۂ انتظار مسیح و مہدی

حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام کے دوبارہ آنے کے مسئلہ میں ہماری رائے یہ ہے کہ آگیا تو اچھا نہیں تو اس سے کوئی مصیبت نہیں آئے گی، ہم اس کو عقیدہ بنانے کے مخالف ہیں۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے دوبارہ آنے کے متعلق کوئی صحیح حدیث ہماری نظر سے نہیں گزری، اور جتنی احادیث اس بارے میں وارد ہوئی ہیں سب کی سب معلل[1] ہیں۔

قرآن مجید میں تو آمد مسیح کا یہ مسئلہ بالکل نہیں ہے بلکہ اس کے خلاف موجود ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبین کہا گیا ہے، اب جو بات اس کے خلاف آئے گی وہ رد کرنے کے قابل ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو الی کافتہ للناس مرسل کہا گیا ہے اور ان کی تعلیم پر الیوم اکملت لکم دینکم کہا گیا ہے اور بہت سی ایسی آیات ہیں جن سے ہر عقلمند یہی نتیجہ نکال سکتا ہے کہ قرآن مجید میں ایسا کوئی موقعہ نہیں ملتا جہاں کسی نبی یا مہدی کا انتظار ہو۔

قرآن کے بعد احادیث :

احادیث مہدی کو غیر معتبر ثابت کرنے کے واسطے بہت سے علماء محدثین اور مؤرخین بھی موجود[2] ہیں جن سے ایک عقل والے آدمی کی تسلی ہو جاتی ہے کہ یہ بات فقط شیعہ ازم کی ہے جہاں سے اہل السنتہ نے لی ہے۔ مگر مسیح علیہ السلام کے دوبارہ نزول کے متعلق کسی نے جدوجہد نہیں کی[3]۔ اب ہمارے ذہن میں جو بات ہے عقلمندوں کے سامنے وہ پیش کئے دیتے ہیں مسیح علیہ

---

[1] تعلیل یا باعتبار راوی کے غلطی کے ہوتی ہے یا کتاب اللہ کے عام قواعد کے خلاف بھی جائے۔ تعلیل کی پہلی قسم محدثین کے حوالے ہے اور دوسری قسم آئمہ مجتہدین اور سیاست جاننے والے عقلمندوں کے سپرد ہے۔

[2] جنھوں نے قلم اٹھایا کیونکہ وقت بوقت مہدی ہونے کے دعویٰ ہوتے رہے ہیں۔

[3] قرن اول میں مسیحیت کے دعویٰ نہیں ہوتے تھے بعد میں جب ہونے لگے جبکہ وہ اپنے خیال پر مضبوط ہیں، احادیث کو سمجھتے نہیں صرف قادیانی کو زبانی کلاب کہہ دیتے ہیں۔

السلام کے دوبارہ آنے کے متعلق پہلے قرن میں کہیں ثبوت نہیں ملتا موطا امام مالک جو کتب احادیث کیلئے متن ہے اس میں فقط اتنا ہے۔

مالک عن نافع عن عبداللہ بن عمرؓ : ان رسول اللہ قال ارانی اللیلۃ عند الکعبۃ فرأیت رجلا ادم کاحسن ما انت راء من الادم لہ لمۃ کاحسن ما انت راء من اللمم قد رجلہا فہی تقطر ماء متکئا علی رجلین یطوف بالکعبۃ فسالت من ہذا قیل ہذا المسیح ابن مریم ثم اذا انا برجل جعد قطط اعور العین الیمنی کانہا عنبۃ طافیۃ فسالت من ہذا فقیل لی ہذا المسیح الدجال۔

امام مالک اپنے استاد نافع کے ذریعہ ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص گندم گوں کعبہ کا طواف کر رہا ہے پوچھنے پر کہا گیا کہ یہ مسیح بن مریم ہیں پھر اس کے بعد دیکھا کہ یک چشم آدمی طواف کر رہا ہے پوچھا تو کہا گیا کہ یہ مسیح دجال ہے۔ موطا امام مالک۔

اس حدیث کی روایت کی صحت میں کوئی شبہ نہیں ہے مگر یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خواب ہے۔

اس میں شک نہیں کہ بعض خواب ایسے ہوتے ہیں کہ تعبیر کے محتاج ہوں اور جس شکل میں وہ ظاہری طور پر دکھائی دیتے ہیں اس سے ایک لطیف اشارہ ایک دوسرے مطلب کی طرف ہوتا ہے۔

اس حدیث کا مطلب ہم نے یوں سمجھا کہ ایک زمانہ تک تو مسلمانوں کی جماعتیں متفق رہیں گی مگر آگے چل کر ان کے دو حصے ہو جائیں گے۔

ایک جماعت نیک لوگوں کی جماعت ہو گی۔ جو خدا پرست ذاکر شاکر کسی کو نقصان نہ پہنچانے والے مسیح علیہ السلام کی طرح کے آدمی نظر آئیں گے جیسے ہمارے صوفی متقی اور عالم فاضل پیدا ہوئے۔

اور دوسری دنیا داروں کی جماعت جو دین کا نام لے کر حکومت کے مزے اڑائیں گے اس کے سوا اور کچھ جانتے ہی نہیں یہی نمونہ ہے جو دجال کی شکل میں آپ پر ظاہر ہوا۔

اور یہ تاریخی حقیقت ہے کہ مسلمان آگے چل کر دو حصے ہو گئے :

صالحین ایک طرف ہو گئے۔

اور دوسری طرف وہ دنیا کے طالب ہو گئے جن کا مقصد صرف دنیا ہی تھا۔ اور ان کا غلبہ حکومت پر رہا، اگرچہ یہ واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چار پانچ سو سال بعد وقوع میں آیا۔

مسلمانوں کی یہ دونوں جماعتیں کعبہ کا طواف کرتی ہیں اور اپنے آپ کو مسلمان کہتی پھرتی ہیں۔

ان دنیا دار بادشاہوں کی شامت سے اسلام پر تاتاریوں کے حملے ہوئے اور مسلمانوں میں ایک بڑا انقلاب ہوا۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب میں اس بڑے واقعہ کی طرف اشارہ ہو تو یہ کوئی بعید نہیں ہے۔

مگر علماء کی جماعت میں سے لوگ شروع ہی سے کچھ ایسے نکلے جو اس خواب کا مصداق حقیقی طور پر دکھانا چاہتے تھے۔ بس یہی ایک خیالی بنیاد تھی جس نے تمام بڑے بڑے علماء کو غلط یا صحیح روایات ماننے کو تیار کیا۔

اب موطا امام مالکؒ کے بعد بخاری کا درجہ ہے جو موطا کی شرح مانی جاتی ہے۔

امام بخاری اپنی کتاب میں اس حدیث کو دو سندوں سے حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت سے لکھتے ہیں۔

حدثنا اسحٰق اخبرنا یعقوب بن ابراھیم حدثنا ابی عن صالح عن ابی شہاب ان سعید بن المسیب سمع ابا ھریرہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما" عدلا" فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیۃ و یفیض المال حتی لا یقبلہ احد حتی تکون السجدۃ الواحدۃ خیرا من الدنیا وما فیہا' ثم یقول ابو ہریرہ واقرءوا ان شئتم وان من اہل الکتب الا لیومنن بہ قبل موتہ ویوم القیمۃ یکون علیہم شہیدا۔ سورۃ النساء ۱۰۹

ترجمہ :

خدا کی قسم ابن مریم ضرور نازل ہوں گے، وہ حکومت کریں گے، اور انصاف کریں گے، صلیب توڑیں گے خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ اٹھا دیں گے۔ حضرت ابو ہریرہ ان الفاظ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نقل کرتے ہیں اور اس کے بعد کہتے ہیں کہ اگر تم چاہو تو قرآن کی اس آیہ کو اس کی شہادت میں پڑھ سکتے ہو۔ کہ مسیح کی موت سے پہلے تمام اہل کتاب اس پر ایمان لے آئیں گے۔

(۲) قال البخاری حدثنا ابن بکیر حدثنا اللیث عن یونس عن ابن شہاب عن نافع عن ابی قتادۃ الانصاری ان ابا ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم (بخاری، کتاب الانبیاء)

یعنی حضرت ابو ہریرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ تمہارا کیا حال ہو گا جب کہ ابن مریم تم میں نازل ہوں گے، اور تمہارا امام تم میں سے ہو گا۔

اس آیہ سے حضرت ابو ہریرہؓ کے راوی نے گویا حدیث کی تائید اخذ کی ہے۔ ہمیں حضرت ابو ہریرہؓ کا شروع ہی سے طرز حدیث معلوم ہے ایسے بہت کم واقعات ملیں گے کہ وہ ایک حدیث کی تائید میں قرآن کی شہادت پیش کریں۔ یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ضرورت ہی نہیں سمجھتے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ سنا ہے اس کی تائید قرآن سے ہو۔ (غرض حضرت ابو ہریرہؓ کو اس قسم کا خیال مطلقاً نہیں ہے۔ یہ کام راوی کا ہے۔

ہمیں فقط یہ شبہ پیدا ہوتا تھا کہ کہیں یہ حضرت ابو ہریرہؓ کا ہی قول نہ ہو جسے غلطی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول کہہ دیا گیا ہے۔ اور چونکہ اس پر کوئی ثبوت نہیں ملتا تھا اس لئے مدت تک خاموش رہے، یہاں تک کہ ذہبی کی کتاب تذکرۃ الحفاظ میں ایک روایت ملی۔

ہاشم بن القاسم اللیثی ابو النظر اخبرنا ابو معاویہ یعنی الشیبانی عن عاصم عن ابی صالح عن ابو ہریرۃ قال لا تقوم الساعۃ حتی ینزل عیسے بن مریم اماما عدلا یقتل الخنزیر والقردۃ ویکسر الصلیب لم یرفعہ (تذکرۃ الحفاظ الذہبی)

ترجمہ

ابو صالح حضرت ابو ہریرہ سے نقل کرتے ہیں کہ ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ قیامت نہیں آئے گی جب تک عیسیٰ بن مریم نازل نہ ہوں۔ جو امام عادل ہوں گے خنزیر کو قتل کریں گے اور صلیب کو توڑیں گے۔

یہ حضرت ابو ہریرہ کا قول ہے اور اس سے صاف واضح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول نہیں ہے۔

جن لوگوں کو علم حدیث میں کافی بصیرت ہے وہ اس سے ناواقف نہیں ہیں کہ جو لوگ صحابہ کرام کے اقوال کی روایت کرنے والے ہوتے ہیں ان میں کوئی ایسا آدمی بھی نکل آتا ہے جو غلطی سے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول بنا دیتا ہے اگر چہ ساتھ ہی وہ معتبر بھی ہوتا ہے۔

اس قسم کی غلطیاں پکڑنا کامل محدثوں کا کام ہے۔ اور جس حدیث میں ایسی غلطی ثابت ہو جائے اسے معلل کہتے ہیں۔

بخاری کی ایک سو سے زیادہ حدیثیں بعد کے کامل لوگوں نے معلل ثابت کی ہیں۔[1]

اب ہمارے اس خیال کے مطابق تو عیسیٰ علیہ السلام کی آمد والی حدیث بھی معلل ہی ہے۔ ان معلل احادیث میں ایک اور حدیث کا اضافہ ہو جائے گا۔

غرض اب ہماری سمجھ کے مطابق یہ قول حضرت ابو ہریرہ کا ہے اور انھوں نے کسی اہل کتاب سے سنا ہو گا۔ کعب الاحبار ایک یہودی عالم تھا اور حضرت ابو ہریرہ ان سے بے تکلف روایت کرتے رہتے ہیں، یعنی، کی باتیں لوگوں کو سنایا کرتے ہیں۔

مگر غلطی سے سمجھ لیا گیا کہ حضرت ابو ہریرہ کسی اہل کتاب سے کوئی جملہ نقل نہیں کرتے اور اب محدثین کے ہاں قاعدہ ہو گیا ہے کہ جو بات ایک صحابی کہے[1] اور وہ عقل سے معلوم نہ ہو سکے اور وہ اہل کتاب سے بھی نہ لی گئی ہو تو وہ معنا" حدیث مانی جائے گی۔ اور وہ قول رسول

[2]

[1] ملاحظہ ہو علامہ ابن حجر کی مقدمہ فتح الباری شرح بخاری

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سمجھا جائے گا۔

نمبر اول سے مراد ہے کہ وہ کوئی فوق الفطرۃ بات کہے جیسے قیامت یا قرب قیامت کے متعلق 'جو عموماً' نبی ہی کہا کرتا ہے عام لوگ اس قسم کی پیشن گوئی نہیں کر سکتے۔

اور دوسرے نمبر سے مراد ہے کہ وہ اہل کتاب سے سیکھ کر کوئی اس قسم کی بات کرے۔ کیونکہ اہل کتاب کے پاس اس قسم کی پیشین گوئیاں موجود ہیں ان سے سن کر انسان ایسی بات کر سکتا ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ جن لوگوں نے یہ خیال بنا رکھا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ اہل کتاب سے اخذ نہیں کرتے انہوں نے ہی حضرت ابو ہریرہ کی بات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سمجھ کر روایت کر دیا کیونکہ جیسا ہم نے ذکر کیا یہ اصول تسلیم شدہ تھا اور اس میں کوئی عیب نہیں سمجھا جاتا تھا۔

بخاری کی پہلی زیر بحث حدیث میں جو ابراہیم بن سعد راوی ہے جو صالح سے روایت کرتا ہے اور اس ابراہیم کے متعلق جس پر اس حدیث کا دارومدار ہے حافظ ابن حجر تہذیب التہذیب میں لکھتے ہیں کہ -یحیٰی بن سعید اس شخص کو ضعیف کہا کرتے تھے۔

اب اگر اس اسناد کا مدار ابراہیم بن سعد پر ہے تو بہت ممکن ہے کہ اس نے غلطی سے اس حدیث کو مرفوع یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول بنا دیا ہو۔

اس کے ساتھ ہی ہمیں ہاشم بن القاسم جو ایک بہت بڑے حافظ الحدیث ہیں کے ذریعہ حضرت ابو ہریرہ کی اپنی بات ہونے کا ثبوت ملتا ہے جس میں یہ صاف طور پر کہہ رہے ہیں کہ یہ قول حضرت ابو ہریرہ کا اپنا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول نہیں ہے۔

اور اس کے ساتھ ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اہل کتاب سے بھی روایت لیا کرتے ہیں۔

تو اس حدیث کے متعلق یہی ظن غالب ہوتا ہے کہ اس کی حقیقت اتنی ہی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ نے اسے اہل کتاب سے سنا اور روایت کیا جو بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

طرف منسوب ہو گئی۔ اور بس۔

موطا امام مالک والی عبداللہ بن عمر کی حدیث سے لوگوں کو معلوم تو تھا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں مسیح بن مریم کو کعبہ کا طواف کرتے دیکھا تھا اس خیال کو مد نظر رکھتے ہوئے بخاری کی حضرت ابو ہریرہ والی اس حدیث کی بھی بے سوچے سمجھے تائید کرنے لگ گئے۔

امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ کی جو دوسری روایت لکھی ہے جس کا مطلب ہے کہ رسول اللہ فرماتے ہیں کہ تمہارا کیا حال ہو گا جبکہ ابن مریم تم میں نازل ہوں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہو گا۔

اس حدیث کا روایت کرنے والا حضرت ابو ہریرہ کا شاگرد نافع ابو قتادہ انصاری مولیٰ نافع ہے۔

اس کے متعلق حافظ ابن حجر لکھتے ہیں یہ آدمی بہت تھوڑا روایت کرنے والا ہے۔

سو اتنے اہم مسئلے کے متعلق ایک قلیل الحدیث بیان کرنے بیٹھے تو کس قدر اچنبھے کی بات اور تعجب خیز نوادر میں سے ہو گی اور لطف یہ کہ باوجود حضرت ابو ہریرہ کے سینکڑوں شاگردوں میں سے کسی ایک نے بھی یہ حدیث بیان نہیں کی۔

اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ یہ مہدی کے خیال سے ہی ملی ہوئی بات ہے اس واسطے کہا کہ ابن مریم نازل ہوں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہی ہو گا یعنی مہدی۔ اور ہم یہ تذکرہ کر چکے ہیں کہ مہدی کے متعلق زوردار ثبوت بالکل نہیں ہے۔

اسلام کے پہلے دور میں اس کا کہیں نام تک نہیں ملتا' اس دور کے بعد جو کتابیں صحیح اور ضعیف حدیثوں کی جمع شدہ ہیں ان میں تلاش کرنے سے ایسی بیسیوں روایتیں نکل آتی ہیں۔ مگر ان میں سے صحیح ایک بھی نہیں ہے۔

مگر جب دماغوں میں ایک خیال پرورش پا رہا ہو تو اس کو ثابت کرنے کے لئے بہت سے اصول بنائے جا سکتے ہیں۔

ایک طرف تو کہا گیا کہ یہ مضمون نزول مسیح قرآن کریم کی آیہ مرقومہ بالا (سورۃ النساء ۱۵۹) سے نکلتا ہے۔

حالانکہ قرآن کریم کی جو مشہور تفسیر چلی آتی ہے اس میں لفظ موتہ کے ضمیر کا مرجع اہل کتاب کو بنایا جاتا ہے نہ کہ مسیح۔ (مثلاً اردو میں اس آیت کا مولانا اشرف علی تھانوی کا ترجمہ دیکھا جا سکتا ہے۔ ناشر) اور مسلم کی شرح میں امام نووی نے اسے تفصیل سے ذکر کیا ہے اور اس ضمیر کا مرجع مسیح کو بنانا غیر معروف تفسیر کہا ہے۔

امام مسلم کی کتاب صحیح میں ایک اور روایت ہے کہ جب تک یہ دس باتیں نہ ہو جائیں گی قیامت نہ ہو گی۔ اور ان دس میں سے ایک عیسیٰ بن مریم کی آمد کے متعلق ہے اور اتفاق یہ ہے کہ یہ حدیث بھی صحیح نہیں ہے۔

مسلم کے بعد اس کے نچلے درجہ کی کتابوں میں جتنی روایتیں پائی جاتی ہیں ان سب کی غلطی آسانی سے نکالی جا سکتی ہے۔

مگر چونکہ علماء میں اس عقیدہ کو ثابت کرنے کا خیال جم گیا ہے۔ تو وہ اپنی طبیعت کو اس طرح بہلا کو خوش کر لیتے ہیں کہ سی ضعیف روایتیں مل کر قوی ہو جاتی ہیں۔[1]

ہماری اپنی کیفیت یہی رہی۔ جس طرح دیگر علماء قائل ہیں ہم بھی اچھا خاصا قائل تھے مگر دلی اطمینان نہ تھا۔

ہمیں معلوم تھا کہ سرسید اس قسم کا خیال نہیں رکھتے' اور اس کے قائل نہیں تھے کہ مسیح علیہ السلام دوبارہ واپس آئیں گے۔

مگر ان کے حدیث کو ماننے کا طرز وہ نہیں تھا جس طرح ہم حدیث سے مسئلے اخذ کرتے ہیں۔

اس کے بعد مرزا صاحب قادیانی آئے اور انھوں نے ان حدیثوں کو صحیح مان کر اپنے کو ان احادیث کا مصداق بنا دیا۔

[1] یعنی بہت سے جھوٹ مل کر ایک اچھا خاصا سچ بن سکتا ہے۔

ہم نے اس پر کافی غور کیا اور اس کے متعلق مرزا صاحب کا لٹریچر پڑھا تو ہم اس روایت کی صحت میں متردد ہو گئے۔ مرزا صاحب کے استدلال کو تو ہم غلط ثابت کر سکتے تھے لیکن ہم میں یہ ہمت نہیں تھی کہ ہم نزول مسیح کے کسی منکر کے آگے ایسا دعویٰ ثابت کر سکیں جس سے اسے کوئی ضد نہ رہے۔ ہماری ہر دلیل کا جواب دیا جا سکتا تھا۔

ہمارے پاس صرف ایک چیز تھی جسے ہم توڑ نہیں سکتے تھے اور وہ ہے عام اہل علم کا ایک متفقہ عقیدہ کہ اہل سنہ والجماعۃ کے عام عالم اس کو عقیدہ کے طور پر مانتے ہیں۔

مزید براں یہ کہ ہمارے صوفیائے کرام کے کشف کی مشق بھی اس کی مؤید ہے کہ وہ اس ظہورِ مہدی اور نزولِ مسیح کے عقیدے کے خلاف تصور تک نہیں کر سکتے تھے۔

اس واسطے ہم تقریباً" بیس برس تک خاموش رہے۔ جب کبھی اس مسئلے کے متعلق ذکر آیا تو ہم نے کہہ دیا کہ ہم حل نہیں کر سکتے۔

صوفیائے کرام کی مشق کشف سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنے کشفی حالات سے ظہور مہدی اور نزول مسیح کا اعتقاد رکھتے ہیں اور اس کو اپنے کشف سے ثابت کرتے ہیں۔ اور ـــــ یہ صوفیہ کی جماعت الہیات کے بڑے عالم ہوتے ہیں' جن کا عالم مثال سے تعلق ہوتا ہے۔

وہ جس بات کو عقیدہ مان لیتے ہیں خواہ غلط ہو یا صحیح ـــــــ تو عالم مثال کا نچلا طبقہ ایسا ہے کہ ان الہیات کے علماء اولیاء و صوفیہ کے خیالات کا محافظ ہے۔ اسی جگہ انکا سیدہ رہتا ہے خواہ وہ غلط ہی کیوں نہ ہو' پھر وہیں سے ان کو یہ چیز اپنا عقیدہ منکشف ہوتی ہے۔

اسی طرح جتنے غلط مذاہب ہیں ان کی اصلیت بھی وہیں موجود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صرف کشف پر مدار رکھنے والے اسی وجہ سے غلطی میں پڑ جاتے ہیں۔

مگر ہمارے نزدیک کشف اس صورت میں حجت بن سکتا ہے جب یہ ثابت ہو جائے کہ قرآن و حدیث کے مطابق ہے۔

کیونکہ کشف تو ہر مذہب کے الہیات کے جاننے والے پر ہوتا ہے۔ جیسے جوگی' یا مسیحی رہبان پر۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ نے اپنی کتب میں تحقیق سے ثابت کیا ہے اور اسی طرح ان کے پوتے شاہ اسماعیل شہید نے عبقات میں کہ عالم مثال کے دو طبقے ہیں ایک عالیہ جس میں اشیاء کی حقیقت صحیحہ محفوظ ہے وہ کوئی غلط چیز نہیں ہے وہاں وہمیات کو دخل نہیں ہے۔ اور دوسرا طبقہ ادنیٰ اور زیریں ہے اس میں ہر طرح کے خیالات کا خزانہ ہے غلط عقاید اور مذاہب اور خیالات سب وہاں محفوظ ہیں۔

تو اس ادنیٰ طبقے سے میل جول والے خیالات جو اہل اللہ کے عقیدہ کے طور پر ہوں جہاں غلط چیزیں مذاہب اور خیالات صحیح دکھائی دیتے ہوں تو اس طبقہ کے کشف پر بھروسہ کرنا اس کی دلیل نہیں ہے کہ یہ "بات حق ہے۔" زیادہ تحقیق عبقات میں دیکھو۔

ہم جب عقیدے کو قرآن و متواتر حدیث سے ثابت کر سکتے ہیں تو خالی کشف سے ہم پر کوئی الزام وارد نہیں ہو سکتا۔

مطلب یہ کہ اگر کوئی صاحبِ کشف مسلمان بذریعہ کشف اطلاع دے کہ یہ عقیدہ ظہور مہدی اور نزولِ مسیح) درست ہے تو ہم اس کی بات اس وقت تک نہیں مان سکتے جب تک یہ عقیدہ قرآن و متواتر حدیث کے مطابق نہ پایا جائے۔

غرض یہ کہ جیسے اوپر بتلایا جا چکا ہے کہ ان کا عقیدہ عالم مثال کے نچلے طبقہ میں محفوظ رہتا ہے' اور وہ اسی کے مطابق کشف دیکھتا ہے اس واسطے اسکا یہ کشف جب تک قرآن و حدیث کے مطابق نہ ہو گا ہم پر حجت نہیں ہو سکتا۔

ہم نے ہندوستان چھوڑنے کے بعد جب دنیا کی سیاست کا اچھی طرح سے مطالعہ کیا اور مسلمانوں کی عام افسردہ ذہنیت اور حالت ہمارے سامنے تھی تو اس کا ہم پر بہت اثر ہوا کہ آج دنیا میں قوموں کی جد وجہد جاری ہے اور اس کے بالمقابل مسلمان خوابِ خرگوش میں ہیں' اور یہ لوگ ایسے ہی بیٹھے رہے تو شاید انہیں پھر کبھی اٹھنے کا موقعہ ہی نہ ملے۔

اس لئے اس وقت طبیعت سخت پریشان تھی اور اتفاق سے ہم نے ان دنوں انجیل کا مطالعہ شروع کر دیا۔ اسے بار بار دیکھنے سے ہماری سمجھ میں آیا کہ مسیح علیہ السلام اپنے

حواریوں کو یہ یقین دلاتے ہیں کہ ہم واپس آئیں گے۔

مگر اس مضمون کو انہوں نے دو طرح سے واضح کیا ہے : اول' جب وہ آئیں گے تو ایک بڑی عظیم الشان سلطنت قائم ہو گی۔ اور جس طرح آسمان پر خدا کی حکومت ہے ویسے ہی زمین پر بھی خدا کی حکومت ہو گی۔ یہ ان کی پہلی آمد ہے۔

اور دوسری آمد میں وہ قیامت کے آثار بیان کرتے ہیں۔ اس بیان کے بعد وہ کہتے ہیں کہ ابر میں خدا نازل ہو گا' فرشتے آئیں گے اور میں اللہ تعالیٰ کے دائیں طرف ہوں گا۔ اور دشمن ہمارے سامنے پیش ہوں گے۔ تفصیل ملاحظہ ہو :

(الف) اور جب وہ زیتون کے پہاڑ پر بیٹھا تھا تو اس کے شاگرد اس کے پاس آ کر بولے ہمیں بتا کہ یہ باتیں کب ہوں گی؟ اور تیرے آنے اور دنیا کے آخر ہونے کا نشان کیا ہو گا؟

یسوع نے جواب میں ان سے کہا کہ خبردار! کوئی تمہیں گمراہ نہ کرے کیونکہ بہتیرے میرے نام سے آئیں گے اور کہیں گے کہ میں مسیح ہوں اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کریں گے۔ اور تم لڑائیوں کی افواہ سنو گے خبردار گھبرا نہ جانا' کیونکہ ان باتوں کا واقع ہونا ضروری ہے لیکن اس وقت خاتمہ نہ ہو گا' کیونکہ قوم پر قوم اور بادشاہت پر بادشاہت چڑھائی کریں گی اور جگہ جگہ پر کال پڑیں گے اور بھونچال آئیں گے۔

لیکن یہ سب باتیں مصیبتوں کا آغاز ہو گا۔ اور بہت سے جھوٹے نبی اٹھ کھڑے ہوں گے۔ اور بہتیروں کو گمراہ کریں گے۔ اور بے دینی بڑھ جانے کے سبب بہتیروں کی محبت ٹھنڈی پڑ جائی گی۔ مگر جو آخر تک بادشاہت کرے گا وہ نجات پائے گا اور بادشاہت کی اس خوش خبری کی منادی تمام دنیا میں ہو گی۔ تاکہ سب قوموں کے لئے گواہی ہو' اور اس وقت خاتمہ ہو۔ متی باب ۲۴، آیت ۳۔ ۱۴

(ب) یسوع نے کہا میں نے یہ باتیں تمہارے ساتھ رہ کر کہیں لیکن فارقلیط جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا وہی تمہیں سب باتیں سکھلائے گا اور جو کچھ میں نے تم سے کہا ہے وہ سب تمہیں یاد دلائے گا میں تمہیں اطمینان دیے جاتا ہوں اپنا اطمینان تمہیں دیتا ہوں جس طرح

دنیا دیتی ہے میں تمہیں اس طرح نہیں دیتا تمہارا دل نہ گھبرائے اور نہ ڈرے تم سن چکے ہو میں نے تم سے کہا کہ میں جاتا ہوں اور پھر تمہارے پاس آتا ہوں۔ یوحنا باب ۱۴ آیت ۲۵-۲۸

(ج) لیکن جب وہ فارقلیط آئے گا جس کو میں تمہارے پاس باپ کی طرف سے بھیجوں گا یعنی کہ سچائی کی روح جو باپ کی طرف سے نکلتا ہے جو میری گواہی دے گا اور تم بھی گواہ ہو کیونکہ میرے ساتھ ہو یوحنا باب ۱۵ آیت ۲۶-۲۷

(د) اور میں نے شروع میں یہ باتیں تم سے اس لئے نہ کہیں کہ میں تمہارے ساتھ تھا مگر اب میں اپنے بھیجنے والے کے پاس جاتا ہوں اور تم میں سے کوئی بھی مجھ سے نہیں پوچھتا کہ تو کہاں جاتا ہے بلکہ اس لئے کہ میں نے جب یہ باتیں تم سے کہیں تمہارا دل غم سے بھر گیا لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لیے فائدہ مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ فارقلیط تمہارے پاس نہ آئے گا لیکن اگر جاتا ہوں تو اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا۔ یوحنا باب ۱۶ آیت ۵-۷

مگر اب تم اسکی برداشت نہیں کر سکتے لیکن وہ فارقلیط آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا۔ اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا لیکن جو کچھ سنے گا وہی کہے گا اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا اور میرا جلال[1] ظاہر کرے گا اس لئے کہ مجھ سے حاصل کر کے تمہیں خبر دے گا جو کچھ باپ کا ہے وہ میرا ہے میں نے کہا کہ وہ مجھ سے ہی حاصل کرتا ہے اور تمہیں خبر دے گا یوحنا باب ۱۶ آیت ۱۳-۱۷

(ہ) یسوع نے یہ جان کر کہ وہ مجھ سے سوال کرنا چاہتے ہیں ان سے کہا کیا تم میری اس بات کی نسبت پوچھ پاچھ کرتے ہو کہ تھوڑی دیر میں تم مجھے نہ دیکھو گے اور پھر تھوڑی دیر میں تم مجھے دیکھ لو گے میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تم روؤ گے اور ماتم کرو گے مگر دنیا خوش ہو گی تم غمگین تو ہو گے لیکن تمہارا غم ہی خوشی بن جائے گا جب عورت جننے لگتی ہے تو غمگین ہوتی ہے اس لئے کہ دکھ کی گھڑی آن پہنچی لیکن جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس خوشی سے دنیا میں ایک آدمی پیدا

[1] جلال ہمیشہ سلطنت کے متعلق استعمال ہوتا ہے۔

ہوا اس درد کو پھر یاد تک نہیں کرتی بس تمہیں بھی اب تو غم ہے مگر میں تم سے پھر ملوں گا اور تمہارا دل خوش ہو گا اور تمہاری خوشی کوئی تم سے چھین نہ لے گا۔ یوحنا باب ۱۶ آیت (۱۹-۲۲)

میں نے یہ باتیں تم سے تمثیلوں میں کہیں یوحنا باب ۱۶ آیت ۲۵

(ز) یسوع جو نماز انہیں سکھلاتے ہیں وہ یہ ہے۔

اے ہمارے باپ تو جو آسمان پر ہے تیرا نام پاک مانا جائے تیری بادشاہت آئے تیری مرضی جیسے آسمان پر پوری ہوتی ہے زمین پر بھی ہو۔ متی باب ۶ آیت ۹-۱۰

اس بادشاہ سے مراد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

(ح) پس جو کوئی ان چھوٹے چھوٹے حکموں سے بھی ان کو توڑے گا اور یہی آدمیوں کو سکھائے گا آسمان کی بادشاہت میں سب سے چھوٹا کہلائے گا لیکن جو ان پر عمل کرے گا اور ان کی تعلیم دے گا وہی آسمان کی بادشاہت میں بڑا کہلائے گا کیونکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ اگر تمہاری راست بازی فقیہوں اور فریسیوں کی راست بازی سے زیادہ نہ ہو گی تو تم آسمان کی بادشاہت میں ہرگز داخل نہ ہو گے۔ متی باب ۵ آیت ۱۹-۷

غرض حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان کی بادشاہت کے متعلق بتلا رہے ہیں اور اس کے قانون کے چھوٹے بڑے احکام کا ذکر کر رہے ہیں۔

(ط) یسوع نے ان سے کہا کیا تم نے کتاب مقدس میں نہیں پڑھا؟ کہ جس پتھر کو معماروں نے رد کیا ہے وہی کونے کے سرے کا پتھر ہو گیا۔ یہ خداوند کی طرف سے ہوا اور ہماری نظر میں عجیب ہے۔

اب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اس پتھر کی تشریح کرتے ہیں۔

اس لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہت تم سے لے لی جائے گی۔ اور اس قوم کو جو اس کے پھل لائے دے دی جائے گی۔ اور جو اس پتھر پر گرے گا اس کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے۔ مگر جس پر وہ گرے گا اس کو پیس ڈالے گا۔ متی باب ۲۱ آیت ۴۲-۴۵

غرض انجیل کی ان آیات میں مسیح علیہ السلام کی آمد کا ذکر ہے اور اسے بادشاہت کے

پیرایہ میں بیان کیا گیا ہے اور یہ بادشاہت درحقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ دنیا میں ظاہر ہوئی۔

اس میں صاف بتلایا گیا ہے کہ دنیا پر اللہ تعالیٰ کی بادشاہت قائم ہو گی اور دنیا کے خاتمہ سے پہلے اس زبردست بادشاہت کا قائم ہونا ضروری تھا۔ اور یہ رسول اللہ نے کر کے دکھایا۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میرے اور قیامت کے درمیان اتنا فاصلہ ہے کہ جتنا دو انگلیوں کے درمیان۔ اب میرے بعد کوئی آنے والا نہیں ہے۔

مگر جو لوگ قرآن کو نہیں سمجھے ان کے دل میں طبعی طور پر ایسے خیالات پیدا ہوتے ہیں کہ کوئی ایسا آدمی ہونا چاہیے جو دنیا کو دوبارہ روشنی دے سکے۔

اس واسطے انہوں نے نصاریٰ کے خیال کو مان کر اپنا خیال بھی ملا لیا کہ نصاریٰ کا عیسیٰ اور ہمارا مہدی دونوں آئیں گے۔

اس کا مطلب تو یہ ہے کہ اسلام کی ترقی صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذاتی کمال تھا جو انکی زندگی کے ساتھ یا اس کے قریب ہی ختم ہو گیا اور اب دنیا میں دوسرے نبی کو آنا چاہیے جو دنیا کو دوبارہ روشنی دے سکے۔

حالانکہ بقول سیدنا عیسیٰ علیہ السلام قیامت تک کوئی اور نبی نہیں آ سکتا اب صرف یہی ایک کتاب قرآن مجید ہے جو دنیا کو تیرہ سو برس سے ہدایت دے رہی ہے اور قیامت تک ہدایت اور روشنی دنیا کو دیتی رہے گی۔

حضرت باقر بن علی بن حسین رحمہم اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر اعلان کیا کہ میں اپنے پیچھے ایک ایسی چیز چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ اگر اسے پکڑے رہو گے تو تم گمراہ نہیں ہو گے اور وہ قرآن ہے۔ (مسلم شریف و ابو داؤد و ابن ماجہ)

موطا امام مالک کی آخری حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پانچ نام ہیں محمد، احمد، ماحی میرے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کفر کو محو کر دے گا۔ اور حاشر کہ لوگ

میرے قدموں پر اٹھائے جائیں گے۔ اور عاقب، زہری نے اس کے معنی بتائے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں یعنی میں سب سے آخری نبی ہوں۔

اس حدیث میں آپ نے اپنے دو نام بتلائے ہیں :

ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ میرے ذریعہ سے کفر کو محو کرے گا۔ یعنی بادشاہی اللہ کی ہو گی۔

اور دوسرا یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا یعنی اس کے بعد خاتمہ ہو گا۔

خاتمہ سے مراد ہے کہ قیامت (انقلاب) میرے ذریعہ سے آئے گی۔ یہ مسیح علیہ السلام کی پہلی آمد ہے۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہی مسیح ہیں جس کے متعلق عیسیٰ مسیح علیہ السلام فرما رہے ہیں۔

مسیح کا معنی ہے نجات دہندہ

مسیح کی دوسری آمد کا ذکر :

"ابن آدم کا ظہور" اور خود ان دنوں کی مصیبت کے بعد سورج تاریک ہو جائے گا۔ اور چاند اپنی روشنی نہ دے گا۔ اور ستارے آسمان سے گریں گے اور آسمان کی قوتیں ہلاک کی جائیں گی۔ اور اس وقت ابن آدم کا نشان آسمان پر دکھائی دے گا۔ اور اس وقت زمین کی ساری قوتیں چھاتی پیٹیں گی۔ اور ابن آدم کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھیں گے۔ اور وہ نرسنگے کی بڑی آواز کے ساتھ اپنے فرشتوں کو بھیجے گا۔ اور وہ اس کے برگزیدوں کو چاروں طرف سے آسمان کے اس سرے سے اس سرے تک جمع کریں گے۔ متی باب ۲۴ آیت ۲۹-۳۱

اس دوسری آمد میں حشر کا صاف نظارا ہے عقل اکبر کا ظہور ہے جو حظیرۃ القدس میں ہے اور ملا اعلے کا نزول ہے۔

افسوس کہ نصاریٰ اور مسلمان مفسرین نے ان دونوں آمد کو ملا دیا ہے۔ ورنہ کلام ظاہر

کرتا ہے کہ پہلی آمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بادشاہت میں ظاہر ہوئی اور دوسری آمد سے یوم الحشر ثابت ہوتا ہے۔

ایک بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جب مسیح علیہ السلام کہتے ہیں کہ میں آوں گا تو اس کا مطلب ہے کہ دوسرے انبیاء کی مانند آئیں گے جس طرح مسیح اپنی امت کے لئے آئیں گے۔ اسی طرح دوسرے انبیاء بھی اپنی اپنی امتوں کے لئے آئیں گے اور یہ حشر کا دن ہے۔

نصاریٰ نے فارقلیط کی غلط تعبیر کر کے روح القدس بنا دیا مگر مسلمان مناظروں نے ان کی یہ غلطی ثابت کر دی۔

اسی طرح نصاریٰ نے اس بادشاہت کی بھی غلط تفسیر کی ہے اور افسوس کہ بدقسمتی سے مسلمان اس طرف متوجہ ہی نہیں ہوئے غرض پہلے بتلا دیا گیا ہے کہ انجیل میں دو مختلف بیانات ہیں اس طرح ان سے طبیعت میں ایک تنبّہ پیدا ہوا کہ سلطنت بنانے کے وقت جو آمد ہے اس سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہتے ہیں کہ میں تم کو یہ باتیں بطور تمثیل کے کہہ رہا ہوں اگر یہ خیال درست ہے کہ اس سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو پھر مسئلہ شروع ہی سے صاف ہو جاتا ہے۔

نصاریٰ نے انجیل کے اس مطلب کو سمجھنے میں غلطی کی ہے اس واسطے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کا انکار کر دیا۔ اور آپ کو اس طرح نہیں مانا جس طرح کہ انجیل کا وعدہ ہے جو آپ کی آمد سے پورا ہوا۔

اس واسطے نصاریٰ اب بھی انجیل کے وعدے پورے ہونے کے منتظر بیٹھے ہیں کہ مسیح آئے گا اور یہ وعدہ پورا ہوگا۔

اسی طرح نصاریٰ کے ہاں یہ خیال چلا آتا تھا جب شیعانِ علی میں حضرت علی کی شہادت کے بعد پریشانی پیدا ہوئی تو انہوں نے بھی یہی خیال بنا لیا کہ حضرت علی اگرچہ شہید ہو گئے ہیں مگر وہ دوبارہ آکر حکومت قائم کریں گے۔ اور اس خیال کو انہوں نے بعد میں ان الفاظ میں کہا کہ

حضرت علی نہیں تو ان کی اولاد میں سے کوئی آئے گا۔ اور پھر یہی خیال آہستہ آہستہ مہدی کی شکل میں آگیا۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کرنے والے حضرت حسن، حضرت حسین کے طرف دار لوگوں میں سے تھے ان کو نصاریٰ کی اس قسم کی روایات معلوم تھیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ آئیں گے۔ اور جب حضرت ابوہریرہ کے راویوں نے دیکھا کہ ان کے خیال کے مطابق اس روایت کی قرآن سے تائید معلوم ہوتی ہے تو انہوں نے اس کو قبول کر لیا۔ اور اس سے رجعت کا اصول قائم کر لیا کہ ایک آدمی دنیا میں دوبارہ آکر حکومت قائم کر سکتا ہے۔

اور جب یہ اصول مان لیا جائے تو پھر حضرت علی یا ان کی اولاد کے متعلق غلط خیال قائم کرنا کوئی مشکل بات نہیں ہے۔

پچھلی صدی میں سید احمد شہید بریلوی کی مثال ہمارے سامنے موجود ہے ان کی شہادت پر ایک فرقہ نے کہا کہ سید صاحب دوبارہ دنیا میں آئیں گے اور جہاد کریں گے۔ اور وہ جماعت آج تک منتظر بیٹھی ہوئی ہے۔ حالانکہ اس جماعت میں بڑے بڑے سمجھ دار عقل والے حدیث کے متبحر عالم لوگ موجود ہیں مگر یہ خیال بھوت کی طرح ان پر سوار ہے۔ حالانکہ ان کو یقینی طور پر معلوم ہے کہ حضرت سید احمد اور مولانا محمد اسمٰعیل شہید کے سر کاٹ کر رنجیت سنگھ کے آگے لاہور میں لائے گئے تھے۔

تو اسی طرح شیعانِ علی میں یہ خیال بھوت کی طرح سوار ہو جائے تو تعجب کی بات نہیں ہے۔

ہمیں حضرت ابو ہریرہ کی حدیث کا معلل ہونا ظاہر ہوا ہم اگر یہ جرأت نہیں کر سکتے کہ جو حدیث بخاری میں قبول ہو چکی ہے اس کا انکار کر دیں تو ہم اس جگہ سے بھی اپنے آپ کو نیچے گرانا نہیں چاہتے کہ ہم بخاری کی کسی حدیث کا ضعف بھی نہیں سمجھ سکتے یا علمی قواعد کے اندر رہتے ہوئے ایسی بحث نہیں کر سکتے جس سے حدیث کا ضعف ثابت ہو۔

جب ہمیں ثبوت ملے گا تو ہم اس صحیح مُسند حدیث کو (جنہیں امام بخاری صحیح قرار دے کر اپنی کتاب صحیح بخاری میں لاتے ہیں) ضعیف ثابت کر سکتے ہیں ہاں بغیر ثبوت کے ایسا کرنا علماء کے مسلک کے خلاف ہے یہ ہمارے حنفی فقیہ ابتداء سے کرتے آئے ہیں کہ ہر حدیث کو تنقید کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور یہی علماء کا مسلک ہے۔

اس کے بعد ہمیں ایک اور چیز ملی حضرت شاہ ولی اللہ اپنے چچا ابو الرضا محمد کے حالات لکھتے ہوئے اس مسئلے کو صراحت سے بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی مر چکا ہے تو اہل السنۃ و الجماعۃ کے اصول کے خلاف ہے کہ وہ دنیا میں پھر جسمانی طور پر واپس آئے انفاس العارفین صفحہ ۱۸۸ میں لکھتے ہیں کہ شیخ ابو رضا محمد فرماتے تھے کہ ہر کہ بمرد و برزخ رفت عود او در دنیا بہ بدن ناسوتی کہ قابل تجزی و تبعیض و خرق والتیام باشد ممکن نیست۔

حضرت شاہ ولی اللہ اس کی تشریح کرتے ہیں :

کاتب الحروف گوید زیرا کہ عود ببدن عنصری در دنیا قبل قیام قیامت ہماں رجعت است کہ اہل السنۃ بر بطلان (جھوٹ) آں اتفاق کردہ اند

(۱) صحیح بخاری کی تفسیر میں ہے و کنت علیھم شھیدا مادمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم وانت علی کل شئی شھید سورۂ مائدہ ۱۱۷

اور اس میں ہے یا عیسیٰ انی متوفیک ابن عباس نے اس کے یہ معنی لئے ہیں۔ قال ابن عباسؓ متوفیک ممیتک یعنی ابن عباس کے نزدیک وفات کے معنی موت کے ہیں۔

غرض اس آیہ میں حضرت عیسیٰ فرماتے ہیں جب تک میں ان میں رہا تو میں نگران گواہ تھا مگر جب تو نے مجھے وفات دے دی اس کے بعد تو ہی ان کا نگران تھا۔

یعنی عیسیٰ علیہ السلام اپنی زندگی میں اور ان کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نصاریٰ پر نگران ہے کہ آپ کی وفات کے بعد عیسائی قوم تو دنیا میں رہی ورنہ نزول کے بعد تو اتنا زمانہ ہی نہیں ہوگا قرب قیامت کی وجہ سے کہ یہ بات کہی جائے۔

(۲) قال الامام احمد ثلثۃ ابواب لیس یصح فیھا حدیث منھا : الملاحم والفتن والتفسیر

ذکرہٗ شیخ الاسلام ابن تیمیہ فی منہاج السنۃ۔

یعنی امام احمد کہتے ہیں کہ ان تین ابواب میں صحیح حدیث نہیں ملتی کتاب الفتن (جس میں عیسیٰ علیہ السلام اور مہدی کے واقعات بیان کئے جاتے ہیں) اور جنگ، اور تفسیر۔

(۳) اس کے علاوہ وہاں ہمیں ایک اور چیز ملتی ہے مہدی کے متعلق ابو داؤد میں ایک صحیح حدیث موجود ہے۔

اس کو امام ولی اللہ اپنی مشہور کتاب ازالۃ الخفا میں مہدی عباسی پر محمول کرتے ہیں۔

شاہ صاحب مہدی کے قائل تھے ایک تو مہدی عباسی کہ جو حدیث کا مصداق ہے اور دوسرے مہدی فاطمی کہ جس کا امام ولی اللہ بھی انتظار کر رہے تھے۔ [۱]

شاہ صاحب ابو داؤد کی حدیث نقل کر کے کہتے ہیں کہ مہدی عباسی کے زمانہ میں ان حدیثوں کا مصداق ثابت ہو چکا ہے۔

ان کے الفاظ یہ ہیں۔

ابن ماجہ کی حدیث میں ابو مسلم کے خراسان سے نکلنے کی طرف اشارہ ہے اور اس خلیفہ کو مہدی فرمایا ہے۔ اور اس کے مدد کرنے کی ترغیب دی گئی ہے خارجیوں نے اس کے متعلق ایک اعتراض کیا ہے۔

---

[۱] التفہیمات الالٰہیہ میں فرماتے ہیں کہ مجھ کو الہام ہوا ہے کہ اگر تو انقلاب کر دے تو تم مہدی ہو۔ اور دوسرے مہدی کی ضرورت نہ ہوگی اس وقت دہلی کی سلطنت زوال پر تھی اور زمین انقلاب کے لئے تیار تھی مگر شاہ صاحب نے اس الہام کے معنی سمجھنے میں غلطی کی اور سمجھے کہ مہدی تو عرب میں پیدا ہوگا تو اگر میں مہدی ہوں تو مجھے عرب میں جانا چاہیے اور عرب کی طرف جانے کو شاہ صاحب تیار ہو گئے اور شاہ صاحب کو سخت تکلیفیں پیش آئیں۔ اور الہام کے معنی کو نہ سمجھنے کے باعث انقلاب نہ ہوا جبکہ ہندوستان کی زمین انقلاب کے لئے تیار تھی جس سے انگریز قوم نے جو ایک آجرانہ حیثیت رکھتی تھی فائدہ حاصل کیا۔

ہمارا خیال ہے کہ انگریزوں نے شاہ صاحب کے فلسفہ سے فائدہ اٹھایا ہے۔ اور اس الہام کو سمجھ لیا اور وہ ہندوستان کے مالک ہو گئے۔ اور موقع ہاتھ سے جاتا رہا۔

اگر شاہ صاحب اس وقت سلطنت کے انقلاب کا کام کرتے تو سلطنت اسلامیہ قائم رہتی اور مہدی بھی شاہ صاحب ہی ہوتے۔ مگر افسوس کہ کام خراب ہو گیا انا للہ وانا الیہ راجعون

۱۔ ابن ماجہ برروایت علقمہ عبداللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں ایک روز ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ کچھ جوان بنی ہاشم کے سامنے سے آئے۔ جب آنحضرت نے انہیں دیکھا تو آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور آپ کا رنگ متغیر ہو گیا۔ ہم لوگوں نے عرض کیا کہ کیا بات ہے ہم آپ کے چہرۂ مبارک پر رنج کے آثار دیکھ رہے ہیں آپ نے فرمایا کہ ہم ایسے لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے دنیا پر آخرت کو ترجیح دی ہے میرے اہل بیت میرے بعد آزمائش مصیبت اور جلا وطنی میں مبتلا ہوں گے یہاں تک کہ کچھ لوگ مشرق کی جانب سے آئیں گے اور ان کے ساتھ سیاہ جھنڈے ہوں گے وہ لوگوں سے مال مانگیں گے پھر وہ لڑیں گے اور انہیں فتح حاصل ہوگی اور جو کچھ انہوں نے مانگا تھا انہیں دیا جائے گا مگر وہ اس کو قبول نہ کریں گے۔ اور انہیں فتح حاصل ہوگی اور میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کے حوالہ کردیں گے جو دنیا کو انصاف سے بھردے گا پس جو شخص تم میں سے ان لوگوں کو پائے اس کو چاہیے کہ ان کے پاس آئے خواہ اس کو برف پر گھٹنوں کے بل چلنا پڑے۔

۲۔ اور ابن ماجہ نے ثوبان سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ رسول خدا نے فرمایا تھا کہ تمہارے خزانے کے پاس تین آدمی قتال کریں گے اور سب کسی نہ کسی خلیفہ کے بیٹے ہوں گے مگر وہ خزانہ کسی کو نہ ملے گا پھر کچھ سیاہ جھنڈے مشرق کی طرف سے نکلے گے اور تمہیں اس طرح قتل کریں گے کہ کسی قوم نے اس طرح قتل نہ کیا ہوگا اس کے بعد آپ نے کچھ اور ذکر فرمایا جو مجھے یاد نہیں رہا پھر آپ نے فرمایا تم جب اس خلیفہ (جس کے ہمراہ سیاہ جھنڈے ہوں گے) کو دیکھو تو اس سے بیعت کرلینا۔ خواہ برف پر گھٹنوں کے بل تمہیں جانا پڑے کیونکہ وہ خلیفہ و خدا اور مہدی ہے۔

۳۔ ابن ماجہ نے عبداللہ بن حارث بن جزء زبیدی سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کچھ لوگ مشرق سے آئیں گے اور وہ مہدی کی سلطنت قائم کرنے کے لئے لڑیں گے۔

ان تینوں حدیثوں کی تحقیق اس فقیر کے نزدیک یہ ہے کہ مہدی سے مراد خلیفہ بنی عباس ہے نہ امام مہدی جو آخر زمانہ میں ظاہر ہوں گے (جس کے منتظر شیعہ اور اہل السنتہ ہیں)

یہاں اس خلیفہ کو مہدی یا خلیفہ اللہ کہنا اور اس کی مدد کی ترغیب دینا محض اس سبب سے ہے کہ اس فریق کی خلافت پر تقدیر میں مصمم ارادہ ہو چکا ہے۔ اور اس میں تغیر و تبدل ہونے والا نہ تھا اس واسطے کہا گیا کہ اس کے ساتھ ہو جانا چاہیے اور اس کی مخالفت نہ کرنی چاہیے کیونکہ شریعت کا بڑا مقصد قطع نزاع ہے اور فتنہ فساد کا کم کرنا تاکہ فسادات میں کمی ہو اور تقدیر کے موافق کام جلدی سے ہو سکے اور واقعہ وہی ہے کہ حدیث میں جس مہدی کا ذکر ہے وہ مہدی عباسی ہے جس کے متعلق ازالتہ الخفاء میں سے مفصل بحث کردی گئی۔

مگر اب ہمارے لئے اس بات کی ضرورت ہی نہیں رہی کہ ہم ایک اور مہدی کا انتظار کریں۔ شکست خوردہ قوموں کا دستور رہا ہے کہ وہ شکست کے بعد ہمیشہ ایک خیال بنا کر ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھ جاتی ہیں کہ ان میں ایک آدمی کا ظہور ہوگا اور وہ ان کی نجات کا ذریعہ بنے گا۔ ہندوؤں میں کلنک اوتار کا انتظار ہے یہود و نصاریٰ بھی اسی طرح ایک آنے والے کے منتظر ہیں۔

اسی طرح شیعانِ علی نے بھی حضرت علی کی شہادت پر اسی قسم کا خیال بنا لیا جو آہستہ آہستہ مسلمانوں میں مہدی کی شکل میں ایک عقیدہ بن گیا۔

اور جس طرح شیعانِ علی شکست کے بعد یہ خیال بنا کر بیٹھ گئے۔ ——— اسی طرح جب یہی ظہورِ مہدی کا خیال مسلمانوں میں عام ہو گیا تو وہ بھی ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھ گئے۔ کہ مہدی آئے گا وہ آکر ان کی سلطنت قائم کرے گا اور تمام دنیا کو مسلمان بنائے گا۔

حالانکہ یہ بات خود قرآن کریم کی تعلیم کے خلاف ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "تمام دنیا کو مسلمان بنانا منظور نہیں ہے" بلکہ ظالمانہ نظام توڑ کر عدل قائم کرنا مقصد ہے۔ ۱۳/۱۰۳

مہدی ہدایت یافتہ ہوتا ہے اسکی فطرت ہدایت قبول کرنے والی ہوتی ہے اگر اسے آزاد چھوڑ دیا جائے تب بھی اسکی فطرت ہدایت ہی قبول کرے گی اسکی جتنی رائیں ہوں گی وہ دوسروں کے نسبت اکثر درست ہوتی ہیں

ہادی وہ ہے جو دوسروں کو ہدایت دے یعنی جس شخص میں ذرا سی کمی ہو تو یہ اسکو ہدایت دے دیتا ہے' اور یہ مہدی کے نیچے ہوتا ہے۔

حدیث میں ہے کہ مہدی خلیفہ راشد ہوتا ہے اور خلیفہ راشد کی تعریف۔ یہ کہ وہ ملک میں جس قدر ٹیکس وصول کرے وہ قانونی الٰہی کے مطابق ہو اور پھر اس میں سے جتنا روپیہ خرچ ہو وہ بھی قانون الٰہی کے مطابق خرچ ہو' تو وہ وقت کا مہدی ہے۔

اس سے نتیجہ نکلا کہ مہدی مختلف وقتوں میں ہوتے رہیں گے۔

تو اس طرح اگر سیدنا علی کی اولاد میں سے بھی خلیفہ پیدا ہو جائے جیسے دوسرے خلفاء پیدا ہوتے ہیں تو اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

مگر سرے سے ذات مہدی کو صرف ایک خاص شخصیت میں محدود کرنا اور کہنا کہ صرف اسکے ہی عہد میں قرآن مجید کے مطابق اسلام کی ترقی ہو گی یہ سراسر غلط بیانی اور محض جھوٹ ہے۔

قرآن مجید میں ہے کہ اسلام ترقی کرے گا اور اسلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ کرامؓ کے زمانہ میں ہی ترقی کرنا شروع کر دیا تھا اس میں چاروں خلفاء راشدین کی کوششیں شامل ہیں۔

مگر بد قسمتی سے رافضیوں کا طبقہ پہلے تین خلفاء کو نہیں مانتا جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے کہ اسلام کی ترقی ان کے اور حضرت علی کی خلافت کے عہد میں شروع ہو گئی تھی۔ اور اسی اثناء میں سیدنا علی شہید ہو گئے۔ اس واسطے انھوں نے کہا کہ ان تینوں خلفاء کے عہد میں اسلام کی جو ترقی ہوئی وہ قرآن کی ترقی کے مطابق نہیں ہوئی۔ وہ اس ترقی کو مانتے تو ہیں لیکن کہتے ہیں کہ یہ تینوں خلفاء نعوذ باللہ منافق تھے۔ اور قرآن کے مطابق اسلام کی ترقی مہدی کے زمانہ میں ہو

گی۔ اور یہ مہدی علی کی اولاد میں سے ہو گا۔ اس کے ہاتھ پر تمام دنیا مسلمان ہو جائے گی اور اسلام کا بول بالا ہو گا۔

غرض کہ ایسے مہدی کی ذات کو ایک شخص میں بند کرنے اور محدود بنانے کا خیال درحقیقت تورات سے لیا گیا ہے اور مفسرین نے اسی خیال کو قرآن کریم کی تفسیر میں ذکر کر کے ایک نئے فتنہ کی بنیاد رکھ دی ہے باقی حدیث میں جس مہدی کا ذکر ہے اس سے مراد مہدی عباسی ہے۔

ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب کبھی کوئی نبی مجدد یا مہدی پیدا ہوتا ہے تو ان کے ساتھ دجال بھی پیدا ہو جاتے ہیں سو یہ کیوں ہے؟

جواب : کہ جب کسی کام کا عمل پیدا ہوتا ہے تو ضروری ہے کہ اس کا رد عمل (ری ایکشن) بھی پیدا ہو' اور ایسی صورت میں کام کرنے والے وقت کے مہدی کے خلاف جو ارتجاعی (ری ایکشنری) طاقت ہے وہ دجال وقت ہے۔

مثلاً" ایک دریا کے پانی کی روانی زیادہ تر سیدھی ہونی چاہیے مگر وہ اکثر اوقات کبھی دائیں تو کبھی بائیں مڑتا پھرتا ہے۔

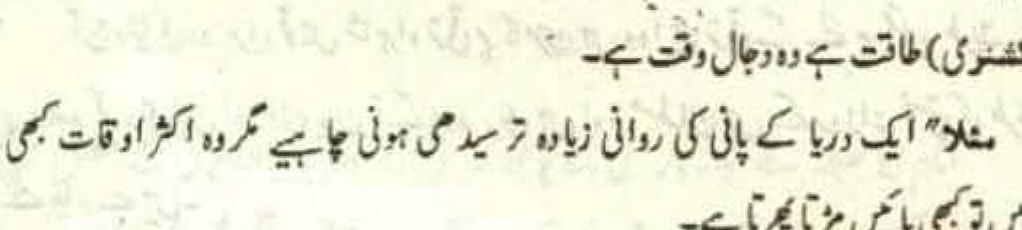

تو اب جس صورت میں دریا کا پانی سیدھا جا رہا ہے یہ اسکی مثال (مطلب) ہے کہ دنیا اپنی عام حالت پر جاری ہے' مگر اس کے ساتھ دریا کا پانی دائیں بائیں مڑتا ہے تو جب پانی کا زور دائیں طرف ہوتا ہے تو یہ مہدی کی مثال ہے اور اگر الٹی طرف بائیں کو بہاؤ ہے تو وہ دجال کی مثال ہے۔

اور دجال کا خیال بھی مسلمانوں نے مہدی کی طرح تورات سے لے کر ایک خاص شخص کی ذات میں محدود مان لیا ہے۔

حالانکہ ہر وقت کے مہدی کے خلاف جو ارتجاعی (ری ایکشنری) Re actinery طاقت ہے وہ دجال ہے یعنی فتنہ پرداز اور فریب کار لوگ۔

اس تحقیق سے ہمارا یہ مطلب نہیں ہے کہ اسے بھی اسلام کے عقیدے میں داخل کر دیا جائے۔ بلکہ مقصد یہ ہے کہ ایک ذات واحد کے مہدی ہونے اور ایک مخصوص شخص کے دجال ہونے کے خیال اور عقیدہ نے مسلمانوں کو اپاہج بنا دیا ہے' اور وہ صرف دوسرے کسی کی مدد سے چلنا چاہتے ہیں اور اسی خیال میں بیٹھے ہوئے ہیں کہ مہدی اور مسیح کا ظہور و نزول ہو گا تب ہم بھی حرکت کریں گے۔ ورنہ اسی عقیدہ میں سرشار رہ کر خواب خرگوش سے بیدار نہیں ہوں گے[1]

آج دنیا کی دوسری قومیں شاہراہ ترقی پر گامزن ہیں وہ اپنی ترقی کے لئے ہر ممکن طریقہ سے جدوجہد کر رہی ہیں اور دن بدن آگے بڑھ رہی ہیں اور مسلمان ہیں کے روزانہ پستی کی طرف بے جا رہے ہیں۔

ہماری تحقیق کا مقصد صرف یہ ہے کہ مسلمانوں میں جو ایک غلط عقیدہ واضح اور پکا ہو چکا

---

[1] اور اسی عقیدہ کے بنا پر جب بھی کسی نے مہدی ہونے کا دعویٰ کر کے مسلمانوں کو اٹھانا چاہا تو مسلمان مذبذب ہو کر رہ گئے ہیں کہ آیا یہ وہی مہدی موعود سچا ہے یا جھوٹا اور ان پر کفر کے فتووں کی بوچھاڑ لگا دی اور اگر کچھ آدمیوں نے مان بھی لیا تو وہ الگ ایک گروہ بن کے رہ گئے اور اسی طرح مسلمانوں کا شیرازہ ہمیشہ سے بکھر بکھر کر گروہوں میں بٹ بٹ کر بے رعب و ضبط اور منتشر ہوتے رہ گیا۔

یہ بلا کا جرم کیا ہے کہ مہدی کا دجال کو ایک ایک شخصیت میں انفرادی طور پر مانا جانے لگا ورنہ اسلام کی تعلیم اجتماعی ہے کسی بھی چیز کی انفرادیت کی طرف اشارہ تک نہیں رہتا۔

اگر مہدی اور دجال کو عام مانا جاتا تو پھر مسلمان اجتماعی حیثیت سے ہر ہر مہدی وقت کا ساتھ دیتے اور ہر ہر ارتجاعی جماعت کا مقابلہ کرتے۔

ایسے ہی قرآن میں جہاں کسی مثال کے طور پر کسی ایک شخصیت کا نام لیا گیا ہے وہاں وہاں مراد جنس ہے نہ کہ فرد واحد اور بس۔

مثلاً" فرعون و نمرود سے ہر ظالم حکومت اور ہامان و شداد سے ہر حکومت پرست ظالم امراء جاگیردار مراد ہیں اور آج کل کے زمیندار بھی اسی زمرے میں بدرجہ اولیٰ داخل ہیں کہ پہلے زمانہ میں یہ تو مانا جاتا تھا کہ زمین کی قیمت نہیں ہے وہ ہر ایک کے لئے عام ہے جیسے ہوا عام ہے۔ جبکہ آج کل زمین کو بھی ذاتی ملکیت قرار دے کر جاگیریں بنا رکھی ہیں۔

ہے کہ وہ مہدی اور مسیح کے بغیر ترقی نہیں کر سکتے اس کو کرید کرید کر دور کر دیا جائے یہ عقیدہ صرف غلطی اور غلط فہمی سے مسلمانوں میں آیا ہے اسکی حقیقت سمجھنے کے بعد مسلمانوں کو ہوش آ جائے گا اور سمجھ لیں گے کہ وہ دنیا کی قوموں سے کتنا پیچھے رہ گئے ہیں۔ اس تحقیق سے ہمارا مطلب یہ بھی ہے کہ اسے اسلام کا ایک ضروری مسئلہ قرار نہ دیا جائے اور پھر اس پر مباحث کا طومار نہ کھڑا کر دیا جائے بلکہ مسلمان جاگ اٹھیں کہ ان کی ترقی صرف مہدی اور مسیح کی آمد سے وابستہ نہیں ہے بلکہ اب وہ خود اپنے دست و بازو پر بھروسہ کریں اور اللہ کا نام لے کر آگے بڑھیں۔ اگرچہ دنیا کی قومیں آج بہت آگے نکل چکی ہیں تو بھی مسلمانوں کو آج خواب غفلت سے بیدار ہو جانا بہت جلد ترقی پر پہنچا دے گا۔

امام ابو حنیفہؒ سے ایک بار کسی نے پوچھا کہ علیؓ اور معاویہؓ کی لڑائیوں کے متعلق آپ کیا رائے رکھتے ہیں۔ فرمایا کہ جن باتوں کی قیامت کے دن پرسش ہو گی مجھے تو ان کا ہی ڈر ہے۔ اور ان واقعات کا خدا تعالیٰ مجھ سے نہ پوچھے گا۔ اس لئے اس طرف توجہ کرنے کی چنداں ضرورت بھی نہیں ہے۔

اس سے یہ خیال نہ ہو کہ امام ابو حنیفہ اس بحث کے متعلق اپنی کوئی رائے رکھتے ہی نہیں تھے بلکہ ان کا خود قول ہے کہ اگر علی کی نظیر ہمارے سامنے نہ ہوتی تو ہم نہیں بتا سکتے کہ باغیوں کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہیے۔ اور یہی قول امام شافعی کا بھی ہے۔

البتہ ان باتوں کو اسلام کا ایک ضروری مسئلہ قرار دینا اور اس پر بحثوں میں پڑ کر دفتروں کے دفتر کالے کرنا ایک فضول کام ہے۔ اور اسی کی طرف امام ابو حنیفہ نے اشارہ کیا ہے۔

(سیرۃ النعمان صہ ۶۱)

محمد مرتضیٰ قنوجی نے ایک کتاب حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے حالات میں بنام "شمائم امدادیہ" لکھی ہے۔ وہ ص ۲۰۹ اور ۲۱۱ میں چند بزرگوں کے نام لکھتے ہیں کہ وہ مکہ معظمہ میں صرف امام مہدی کے منتظر بیٹھے ہیں کہ وہ ان کے ظہور پر کام کریں گے۔

یہ کتاب ۱۳۱۶ ھجری میں چھپی تھی اور آج ۱۳۵۳ ھجری ہے یعنی تقریباً" چالیس برس سے وہ مہدی کے انتظار میں ہاتھ پر ہاتھ دھرے نکمے بیٹھے ہیں۔

اور اس کے مدمقابل دوسری قوموں کو دیکھو تو وہ کیسی سرعت اور تیزی سے ترقی کر رہی ہیں۔

اس بحث کو ہم نے اپنے ایک رسالہ میں مفصل لکھ دیا ہے اور اس میں امام ولی اللہ کا یہ خیال بھی لکھ دیا ہے کہ وہ مہدی سے مہدی عباسی مراد لیتے ہیں اور ہمارا اپنا خیال ہے کہ مہدی سے مراد فقط مہدی عباسی ہی ہے اور دوسری احادیث غلط ہیں ـــــــ

اس کے بعد ہماری طبیعت میں ایک سکون آیا ہے اطمینان کی صورت پیدا ہوئی ہے اور ہم نے ان جھگڑوں سے اپنے کو آزاد کر لیا۔

ہماری آخری خواہش ہے کہ قرآن مجید کو ان مسائل سے اونچا ثابت کیا جائے اس میں ان مسائل کا کہیں ذکر نہیں ہے جو مسلمان ان احادیث ظہورِ مہدی اور نزولِ مسیح کی صحت پر یقین رکھتا ہے ہم اس کا انکار نہیں چاہتے مگر ہم اس کے سخت مخالف ہیں کہ کوئی ان مسائل کا قرآن مجید سے ثبوت کا دعویٰ دنیا کے آگے پیش کرے۔

ہمیں تجربہ ہے کہ ہم نے مؤطا امام مالک کو اس درجہ پر تحقیق کر لیا ہے اور اسے ہم سمجھا بھی سکتے ہیں اور نوجوان گریجویٹ طبقہ کے سامنے ہم اسے پیش بھی کر سکتے ہیں۔ ہمیں ایک بھی ایسا آدمی نہیں ملا جس نے اس کے متعلق تردد ظاہر کیا ہو۔ اس تجربہ کی بنا پر ہم نوجوانوں کی قوت ایمانی کی شہادت دیتے ہیں مگر یہ ضروری ہے کہ ان کو عقلی دلائل سے بات سمجھائی

جائے۔ ورنہ جو استاد سمجھائے بغیر یہ توقع رکھیں کہ وہ اپنے نوجوان کو مطمئن کر سکتے ہیں تو

ع

وہ قوم آج ڈوبی اگر کل نہ ڈوبی

ہمارا یقین ہے کہ اگر نوجوان مسلمان (گریجویٹ) جاگ اٹھا تو وہ اپنا رہنما قرآن کو بنائے گا۔ اور چوں کہ قرآن میں یہ جھگڑے نہیں ہیں تو وہ آسانی سے ترقی کرے گا۔

ہمیں یقین ہے کہ جو جماعت اس طرح قرآن مجید پر چلے گی ـــــــ ـــــــ ان سے تقلیدی طور پر حدیثیں منوائی نہیں جا سکتیں اور اس طرح ان کے دلوں میں یہ عقیدہ پیدا نہیں کیا جا سکتا۔

بلکہ ہر حدیث کو ان کے سامنے ـــــــ عقلی دلائل سے ثابت کرنا پڑے گا اور اس کے بعد جب انکی عقل اس پر مطمئن ہو جائے گی کہ یہ رسول اللہ کی صحیح بات (حدیث) ہے تب وہ اس (حدیث) کو مانیں گے۔

اس طبقہ کو حدیث پڑھانے کے لئے ضروری ہے کہ حدیث کے استاذ پہلے اپنے علم پر ایک بار اور نظر ڈال لیں۔ اس کے بعد وہ کامیابی سے نوجوانوں کو مطمئن کر سکتے ہیں' اس سے قبل انہیں مطمئن کرنا ناممکن ہے۔

حدیث کے ہر استاذ کو ہماری وصیت ہے کہ وہ اپنے طور پر بیٹھ کر ہر حدیث کی صحت پر خود غور کرے۔ حدیث کے فن میں اتنے قواعد سیکھے جا سکتے ہیں کہ انسان حدیثوں کی تحقیق اور تصدیق کر سکے اگر کوئی امام ولی اللہ کی کتابوں کا مطالعہ کرے گا تو وہ سب سے زیادہ فائدہ مند رہے گا۔

اور جب کوئی استاذ اس طرح کسی حدیث کی صحت مان لے تب اسے اس بات پر غور کرنا چاہیے کہ آیا وہ اس کی صحت دوسروں سے بھی منوا سکتا ہے یا نہیں؟ اور جہاں دیکھے کہ دوسرے کو نہیں منوا سکتا گو خود اسے اس کی صحت کا یقین ہے تو وہ طلباء کو سمجھا دے کہ مجھے اس

حدیث کی صحت پر یقین ہے مگر میں اسے سمجھا نہیں سکتا۔

اس قسم کے استاذ نوجوان طبقہ کو پڑھا سکتے ہیں۔

اگر صرف تقلیدی طور پڑھانے والا استاذ یہ توقع رکھے کہ نوجوان اس کے خیال کو مان لیں گے تو یہ ایک عبث خیال ہے۔ ع

ایں خیال است و محال ست و جنوں

تمت یوم الاحد۔ ۱۹ رجب ۱۳۵۳ھ (۱۸/ اکتوبر ۱۹۳۴ء) مکۃ المکرمہ

تحقیقی ذوق رکھنے والوں کے لئے علمی خزانہ

مفکرّ اسلام مولانا مفتی محمد اسحاق صدیقی سندیلوی، سابق شیخ الحدیث و مہتمم دارالعلوم ندوہ لکھنؤ، سابق صدر شعبہ دعوت وارشاد جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی، کی معرکہ آراء کتابیں :

دینی نفسیات : جس میں اسلامی عقائد پر، فلسفہ و نفسیات کے حوالہ سے مجتہدانہ بحث کی گئی ہے۔ اس کے آخر میں نزولِ مسیح پر بھی تحقیقی گفتگو کرکے اس کے عقیدہ نہ ہونے کو واضح کیا گیا ہے۔

اظہارِ حقیقت بسلسلہ خلافت و ملوکیت : اس میں خلافت و ملوکیت کے مباحث و سوالات پر اتنی جاندار اور تشفی بخش تحقیقات پیش کی گئی ہیں کہ اگر کوئی شخص متعصب اور جانبدار نہ ہو تو اس کا دل و دماغ نہ صرف مطمئن ہو جاتا ہے بلکہ صحابۂ کرام اور دَورِ اوّل کی تاریخ اسلام کی عظمت سے وہ سرشار ہو جاتا ہے۔ مفتی محمود مرحوم کے بقول، علامہ ابن تیمیہ کی کتاب منہاج السنۃ کے بعد مشاجراتِ صحابہ اور قرن اوّل کی تاریخ پر اس سے زیادہ شاندار کتاب منظرعام پر نہیں آئی (کتاب تین جلدوں میں ہے)

اسلام کا سیاسی نظام : یہ کتاب پہلے دارالمصنفین اعظم گڑھ (انڈیا) نے شائع کی تھی، پاکستان میں اردو اکیڈمی سندھ اور بک فاؤنڈیشن نے بھی اسکی فلم لے کر شائع کردیا ہے اور نیا ایڈیشن بنوری ٹاؤن کے ادارۂ تحقیق و دعوت اسلامی نے بھی شائع کیا ہے۔

فقہ القرآن : مؤلفہ مولانا عمر احمد عثمانی جو مولانا ظفر احمد عثمانی کے بڑے صاحبزادے اور مولانا اشرف علی تھانوی کے نواسے تھے اور دارالعلوم چاٹگام کے شیخ الحدیث اور گورنمنٹ کالج ناظم آباد کے شعبۂ اسلامیات کے صدر رہے۔ ان کی یہ کتاب فقہ القرآن حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کی اس آرزو کی تکمیل ہے کہ قرآن کریم کی روشنی میں احادیث کا جائزہ لے کر یہ واضح کیا جائے کہ فقہ اسلامی کا اہم حصہ قرآن سے ماخوذ و مستنبط ہے۔ اس کتاب کی آٹھ جلدیں ہیں، جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

جلد اوّل : جو عبادات اور کتاب النکاح پر مشتمل ہے۔

جلد دوم : طلاق اور اس سے متعلقہ مباحث پیش کرتی ہے۔

جلد سوم : حقوق نسواں سے متعلق ہے۔

جلد چہارم : میں حدود تعزیرات پر، **جلد پنجم :** میں رجم کے حد یا تعزیر ہونے پر، **جلد ششم :** میں عورتوں کی شہادت و دیت کے مباحث پر، **جلد ہفتم :** میں وصیت و وراثت پر اور **جلد ہشتم :** میں اجماع اور عدلیہ پر گفتگو کی گئی ہے۔

فہرست کتب

الرحمن پبلشنگ ٹرسٹ (رجسٹرڈ) کی مطبوعات

مکان نمبر ۳ آر ون - اے، ناظم آباد نمبر ۱، کراچی ۷۴۶۰۰، فون نمبر: ۶۶۰۱۴۳۹

علامہ حبیب الرحمن کاندھلوی کی تالیفات

۱	مذہبی داستانیں اور ان کی حقیقت (چہار جلد) فی جلد	۸۵/	روپے
۲	شب برات - ایک تحقیقی جائزہ	۱۰/	"
۳	شب برات کیا ہے؟	۱۵/	"
۴	صحابہ کرام قرآن کی نظر میں	۷۵/	"
۵	کیا اسلام قرآن ہی ایک ہے؟	۷۵/	"
۶	عقیدۂ دجال اور آپ قرآن کی نظر میں	۵/	"
۷	واقعۂ [illegible] اسلام	۲۰/	"
۸	تحقیق عمر عائشہ	۱۵/	"
۹	عقیدۂ ظہور مہدی	۱۵/	"
۱۰	کیا متعہ حلال ہے؟	۶/	"
۱۱	سماع حسن بصری	۶/	"
۱۲	اسلام میں ماہ رجب پر ایک تحقیقی نظر	۶/	"
۱۳	اہمیت تحقیق	۱۵/	"
۱۴	Age of Avesha	۵۰/	"
۱۵	Religious Tales Fact and fiction	۲۵۰/	

علامہ تمنا عمادی مجیبی پھلواروی کی تالیفات

۱	اعجاز القرآن اور اختلاف قراءت (اول)	۱۸۵	روپے
۲	اختلاف قراءت اور قرآن حضرات (دوم)	۱۰۰	"
۳	شق صدر کی حقیقت	۳۰/	"
۴	سند احمد کی حقیقت	۳۰/	"
۵	امام زہری و امام طبری تصویر کا دوسرا رخ	۸۵/	"
۶	انتظار مہدی و مسیح فن رجال کی روشنی میں	۸۵/	"
۷	جمع القرآن	۸۰/	"
۸	[illegible] کی دوسری کڑی	۴۰/	"
۹	کیا اختلاف امت رحمت ہے؟	۱۵/	"
۱۰	القصیدہ [illegible] حصہ نثر	۲۵/	"
۱۱	القصیدہ [illegible] حصہ نظم	۵۰	"
۱۲	وصیت، وراثت اور کلالہ	۵۰	"
۱۳	تکمیل المرسلین	۱۵/	"
۱۴	[illegible]	۵/	"
۱۵	نماز پنجگانہ کا قرآنی ثبوت	۲۵	"
۱۶	الطلاق مرتان	۷۰	"

ٹرسٹ کی دیگر مطبوعات

۱	نفسانی خواہش کا قانون	شبلی عاصری (مترجم [illegible] رحمانی)	۱۸۰	روپے
۲	شمع حقیقت	قاضی محمد علی (انڈیا)	۸۵	"
۳	وراثت	خلیل احمد مدنی	۱۵/	روپے
۴	تصوف پر ہندو مسلکی اثر	ڈاکٹر محمد عمر	۱۵/	"
۵	اسلام اور تصوف	جاوید احمد غامدی	۱۲/	"
۶	تحقیق اہل بیت	مفتی محمد طاہر مکی	۱۲/	"
۷	تقلید	مولوی محمد (انڈیا)	۶/	"
۸	رسم محرم (قرآن کی روشنی میں)	ڈاکٹر محمد ریاض	۵/	"
۹	معجزات نبوی	از سلطان ندوی	۱۵/	"
۱۰	عذاب قبر	محمد فاضل (مدیر الحق)	۱۲/	"
۱۱	عذاب قبر	السید انور شاہ	۹/	"
۱۲	عذاب قبر	قمر احمد عثمانی	۲۵/	"
۱۳	عقیدہ نزول مسیح و مہدی	مولانا حمید اللہ سندھی	۲۰/	"
۱۴	قاتلان حسین کی خانہ تلاشی	مولانا عبدالشکور فاروقی	۳۰/	"
۱۵	[illegible]	احمد رضا خان بریلوی	۵/	"
۱۶	محمد رسول اللہ	"	۲۵/	"

اس کے علاوہ مندرجہ ذیل مصنفین کی تصنیفات دستیاب ہو سکتی ہیں۔

۱	خلافت معاویہ و یزید	محمود احمد عباسی	۱۰۰/	روپے
۲	تحقیق مزید	"	۱۵۰/	"
۳	بادشاہ بیگم اودھ	"	۳۰/	"
۴	[illegible]	"	۱۲/	"
۵	[illegible]	"	۳۰/	"
۶	حقیقت خلافت و ملوکیت	"	۱۹۰/	"
۷	تحقیق سید و سادات	"	۱۲۰	"
۸	[illegible] حسین	علی احمد عباسی	۱۲۵/	"
۹	حیات سیدنا یزید	محمد حکیم الدین صدیقی	۹۰/	"
۱۰	واقعہ کربلا اور سیدنا یزید	"	۴۵/	"
۱۱	[illegible] توحید حصہ اول	"	۳/	"
۱۲	[illegible] توحید حصہ دوم	"	۱۲/	"
۱۳	حقیقت وسیلہ	"	۲۵	"
۱۴	[illegible]	مفتی محمد [illegible] ندوی	۱۵۰	"
۱۵	اظہار حقیقت (تین جلد [illegible])	" مکمل سیٹ	۴۰۰	"
۱۶	سیرت [illegible]	محمد [illegible]	۲۵۰	"
۱۷	مجموعہ تفسیر لکھنوی	مولانا عبدالشکور لکھنوی	۲۵۰	"
۱۸	عہد الست اور جینیاتی کوڈ	پروفیسر ڈاکٹر [illegible] احمد قادری	۱۵/	"